زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے

اپریل تا ستمبر ۲۰۲۲

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

یہ "وہ" کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو (البقرہ۔۳)

قرآن مجید اور سائنسی حقائق

قرآن کریم نجات کا ذریعہ

قرآنی حدود و تعزیرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّــاصر

وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

امام جماعتِ احمدیہ

ایل۔ایس: 3469

تاریخ: 19.11.2022

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ، ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے رپورٹ برائے ماہ ستمبر 2022 بمعہ شمارہ رسالہ زینب جنوری تا مارچ 2022 موصول ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

رپورٹ کے مطابق تمام شعبہ جات میں حسب توفیق کام کیا گیا اور 32ویں مجلس شوریٰ کا کامیاب انعقاد عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ تمام نمائندگان شوریٰ کو پورا سال اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ رسالہ زینب کے شمارہ میں نظام وصیت، زکوۃ، نماز کے مسائل پر دینی اور انسانی صحت کے متعلق مختلف امور پر مفید مضامین شامل کئے گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شعبہ اشاعت کی ٹیم کے علم و ایمان میں اضافہ فرمائے اور آپ کی جملہ مساعی کو قبول کرے اور ہر آن آپ کا حامی و ناصر ہو آمین۔

تمام لجنہ و ناصرات کو میرا محبت بھرا اسلام پہنچا دیں۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

اداریہ

"قرآن کریم سے محبت ہماری زندگی کا حصہ ہے"

قرآن کریم ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ہماری بھلائی اور راہنمائی کے لیے نازل کیا گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مکمل ضابطۂ حیات اور چشمۂ ہدایت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "کیونکہ کلامِ الٰہی کا عام قائدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوتِ قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلام نازل ہوتا ہے اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسی اور کمال اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر نہ کسی کا ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس لیے قرآنِ شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں پر کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا"۔
(ملفوظات جلد 2 صفحہ 26)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری درست راہنمائی کے لیے بلاشبہ یہ کتاب ایک عظیم نعمت ہے۔ اس میں وہ راہنما اصول ہیں جن کو اپنا کر ہم نہ صرف اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکتے ہیں۔ بلکہ عظیم الشان مدارج بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ اس کی تعلیم پر دلی خلوص اور محبت کے ساتھ عمل پیرا ہو جائیں۔ ہمارے پیارے رسولِ کریم ﷺ نے قرآنِ کریم سے محبت اور عشق کے ایسے متنوع انداز ہمارے لیے بطورِ اسوۂ حسنہ چھوڑے ہیں کہ اگر ہم انہیں اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں تو قرآنِ کریم کے توسط سے ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ ضرورت ہے کہ ہم روزانہ قرآنِ کریم کی تلاوت کریں۔ ان کے مطالب کو سمجھیں اس پر غور و فکر کی عادت ڈالیں۔ خود پڑھیں بچوں کو سکھائیں۔ آپ ﷺ کا قرآنِ کریم سے محبت کا یہ بھی انداز تھا کہ آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا پسند فرماتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ہم بھی اسے نہایت پیار سے سنوار کر پڑھیں۔ آپ ﷺ نے قرآنِ پاک کو خوش الحانی سے پڑھنے کی اس قدر تاکید کی ہے فرمایا: **"جو قرآنِ کریم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔"**

قرآنِ کریم کا پڑھنا دوسروں سے سُننا، اور اس کا سیکھنا اور سکھانا سب عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے اور بلندیٔ درجات کا موجب ہے۔ لیکن اس میں درج اللہ تعالیٰ کے احکام کو دلی محبت سے بجا لانا نیز جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے اپنا دامن بچا کر ہی ہم اس کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر عمل نہ ہو تو محبت کا دعویٰ بھی بے کار ہو گا۔ قرآنِ کریم کو محبت سے پڑھنے والے اللہ کے فرشتوں کے حصار میں آجاتے ہیں اور ان کے دلوں پر سکینت اتاری جاتی ہے۔ اور وہ اللہ کی رحمت کے مورد ٹھہرتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ مسلمانوں کی حقیقی فلاح اور اور کامیابی اسی امر میں پنہاں سمجھتے تھے کہ وہ قرآن کریم سے ایسی محبت کرنے والے ہوں کہ اسے پڑھے بغیر رات کو مت سوئیں اور اپنی زندگیاں اس کی تعلیم کے تابع گزارنے والے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کہ جو مومن قرآن کریم کو پڑھتا ہے اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہے لیکن خوشبو کوئی نہیں۔ اور وہ منافق جو قرآن نہیں پڑھتا اس کا مزہ بھی کڑوا ہے اور خوشبو بھی کڑوی ہے۔" (بخاری کتاب فضائل القرآن) اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم پڑھانے والوں کو بھی خاص مقام سے نوازتا ہے۔ جو والدین اپنے بچوں کو قرآن پڑھانے کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں اور پھر ان کے بچے قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہیں قیامت کے روز ان کے والدین کو دو تاج پہنائیں گے جن کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی۔ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا کہ اہل اللہ کون ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن والے اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الوتر، باب فی ثواب قرآۃ القرآن)

اگر ہم اہل اللہ کے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو قرآن کریم کی محبت کو دل میں بسا کر اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہوگا۔ قرآن کریم کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دینا چاہیے۔ قرآنِ کریم سے دوری اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث ہو جاتی ہے جس سے دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ اس کی تلاوت سے دلوں کے زنگ اور کثافت دور ہو جاتی ہے۔ پس آئیں ہم سب قرآن کریم کی محبت اپنے دلوں میں بسا کر اپنے سینوں کو منور کریں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

مجلسِ ادارت

امیر جماعت ناروے

محترم چوہدری ظہور احمد صاحب

صدر لجنہ اماء اللہ

محترمہ بلقیس اختر صاحبہ

نیشنل سیکرٹری اشاعت

منصورہ نصیر

نائبہ سیکرٹری اشاعت

صدیقہ وسیم

مدیرہ حصہ نارویجن

شائستہ باسط

پروف ریڈنگ حصہ اردو

صدیقہ وسیم

طاہرہ زرتشت

گرافک ڈیزائنر

فاکہہ چوہدری

فریدہ ظہور

ضویاسامہ شاہد

صوفیہ خلیل

خافیہ شاہد

پرنٹنگ

شمسہ خالد

شائع کردہ

شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Baitun Nasr Moské
Søren Bulls vei 1
1051 Oslo
kontakt@ahmadiyya.no

فہرست مضامین

القرآن الکریم	2
حدیث نبوی ﷺ	2
کلام الامام	3
نظم	4
خطبہ جمعہ	5
نظم	14
قرآن مجید اور سائنسی حقائق	15
قرآن کریم کی دوسری الہامی کتب پر فضیلت	19
قرآن کریم نجات کا ذریعہ	22
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت کی خدمت قرآن	25
نظم	27
قرآن کریم کی پیشگوئیاں	28
قرآنی حدود و تعزیرات	32
دھنک کے رنگ آپ کے سنگ	33
صحت کارنر	38
پکوان	39
حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا	40
واقفات کارنر	41
یاد رفتگان	42
کوئز خطبات	45
ناصرات کارنر	47

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

القرآن الکریم

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ﴿۴﴾ (حٰمٓ السَّجْدَة:4)

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کھول کھول کر بیان کر دی گئی ہیں۔ ایک ایسے قرآن کی صورت میں جو نہایت فصیح و بلیغ ہے، ان لوگوں کے فائدہ کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۴﴾ (الدھر:24)

یقیناً ہم نے ہی تجھ پر قرآن کو ایک پُر شوکت تدریج کے ساتھ اُتارا ہے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۹﴾ (النحل:99)

پس جب تو قرآن پڑھے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۵﴾ (الاعراف:205)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

حدیث نبوی ﷺ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا! جس کو قرآن کریم کا کچھ حصہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 222 ایڈیشن 2003ء)

کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیاداروں کے رنگ میں بلکہ خادم دین کے طور پر بنا دے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت رکھے۔ اور اپنی خود نمائی اور تکبّر اور عُجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے اور اس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ کمالاتِ الٰہیّہ عربی فصیح و بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے حدیث النفس نہیں ہوتا۔

(چشمۂ معرفت: صفحہ 300)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں، اپنی حکمتوں، اپنی صداقتوں، اپنی بلاغتوں، اپنے لطائف و نکات، اپنے انوار روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اس کی خوبیوں کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے۔ اور بلند آواز سے مِنْ هَلْ مِنْ مُّعَارِضٍ کا نقارہ بجا رہا ہے۔ اور دقائق حقائق اس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق تو بحرِ ذخّار کی طرح جوش مار رہے ہیں۔ اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ہو۔ کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیط بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ہو۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ ص۔554 تا 556 حاشیہ نمبر 11)

پاکیزہ منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

فضائلِ قرآن مجید

جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا، ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہر گز
اگر لولوئے عمّاں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قول بشر کیوں کر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی، کہاں مقدورِ انساں ہے

(از درِّ ثمین، اصفحہ 5)

خطبہ جمعہ

بیان فرمودہ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 11 جولائی 2014ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن، لندن، (برطانیہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ تلاوت فرمائی: **شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔** (البقرۃ:186)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لیے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہوں یا سفر پر ہوں تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم سہولت سے گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔ قرآن کریم کی اہمیت، اس کے مقام، اس پر عمل کرنے کی ضرورت اور کس طرح عمل کرنا ہے، کن لوگوں کے لیے یہ زندگی پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، انسانی زندگی پر اس کے کیا اثرات ہیں، غرض کہ بیشمار باتیں ہیں جن کی تفصیل ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بتائی ہے۔ **اس لیے کہ نہ صرف ہم اس عظیم شرعی کتاب پر عمل کر کے اپنی روحانی، دینی، اخلاقی ترقی کے سامان کریں بلکہ دنیاوی ترقی کے بھی سامان کریں۔ اور اس آیت میں جس کی میں نے تلاوت کی ہے رمضان کے مہینے کے ساتھ جوڑ کر قرآن کریم**

کی برکات کا رمضان کے ساتھ تعلق قائم فرمایا ہے اور رمضان کے تعلق کو قرآن کے ساتھ قائم کر کے رمضان کی اہمیت مزید اجاگر کی گئی ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کہہ کر بتایا کہ اس آخری شرعی اور کامل کتاب کا تعلق رمضان سے ہے اور جو شخص چاہتا ہے کہ اپنے ایمان میں ترقی کرے، جو چاہتا ہے کہ اس آخری اور مکمل کتاب اور شریعت کو دنیا میں پھیلائے اور دنیا اس کو جان لے، جو شخص چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لے جانے کی کوشش کرے، جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے اور فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کی آواز سنے تو پھر رمضان اور قرآن کا حق ادا کرے، ان کے آپس کے تعلق کو جانے۔ اس مہینے میں یہ فاصلے جو عام دنوں اور مہینوں میں بہت دُور لگتے ہیں سمیٹ کر قریب کر دیئے ہیں۔ پس ایک مومن اس مہینے سے جتنا بھی فیض پا سکتا ہے اسے پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آیت کے اس حصّے کے بارہ میں مفسّرین نے لکھا ہے کہ رمضان کے روزوں کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کے بارے میں قرآن کریم میں خاص طور پر احکام نازل کیے گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا کہ: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ" یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے" (البدر جلد 1 نمبر 7، 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52 کالم 2) اور پھر یہ بھی فرمایا کہ اس عظمت کی وجہ سے روزے کا اجر بھی بہت بڑا اور عظیم ہے (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 257) لیکن ان کے لیے جو ان روزوں اور قرآن کے آپس کے تعلق کا بھی حق ادا کریں اور اس کا حق یہ ہے کہ روزوں کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھیں۔ اس پر غور کریں۔ اس کی تفسیریں سنیں یا پڑھیں۔ کیونکہ جہاں تک میرا علم ہے مَیں نے جائزہ لیا ہے ہم میں سے بھی بہت سے ایسے، ہیں بڑی تعداد ایسی ہے جو رمضان میں بھی قرآن کریم کا حق ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتے، پورا نہیں پڑھتے۔ مطلب یہ ہے کہ جس توجہ سے پڑھنا چاہیے اس طرح نہیں پڑھتے اگر پڑھا بھی تو بے دلی سے تھوڑا سا پڑھ لیا۔ تو بہرحال اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے پھر شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کے ایک یہ معنی بھی ہیں کہ اس مہینے میں قرآن کا نزول شروع ہوا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی یہی روایت ہے کہ جبریل ہر سال رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نازل شدہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور آپ کے وصال کے سال یہ دور دو مرتبہ کیا گیا۔ دو دفعہ قرآن کریم دہرایا گیا۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی ﷺ)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص منشاء سے آپ کا یہ طریق ہمیں توجہ دلاتا ہے کہ ہم قرآن کریم کو کم از کم ایک بار تو ضرور رمضان میں ختم کرنے کی کوشش کریں اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس پر غور بھی کریں۔ جب غور کریں گے، پڑھیں گے، سمجھیں گے تو تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے والے ہو سکیں گے کہ هُدًى لِّلنَّاسِ۔ کہ انسانوں کے لیے ہدایت ہے۔ ان انسانوں کے لیے ہدایت ہے جو اس سے ہدایت لینا چاہتے ہیں اور ہدایت پڑھے اور سمجھے بغیر تو نہیں مل سکتی۔ پس اس کا پڑھنا اور پڑھ کر سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ ہدایت دلائل کے ساتھ ہے۔ تم لوگوں کو صرف یہ حکم نہیں دے دیا کہ تم اس کو پڑھو، اس میں ہدایت ہے بلکہ ہر ہدایت کی دلیل دی گئی ہے۔ اس کو سمجھو، پڑھو اور اپنے اوپر لاگو کرو کیونکہ دلائل کے ساتھ سمجھی ہوئی بات پر عمل دل کی گہرائی سے ہو سکتا ہے حقیقی رنگ میں ہو سکتا ہے۔ اس ہدایت کی روح کو سمجھتے ہوئے ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کہ بَیِّنٰت کے ساتھ، دلائل کے ساتھ جو ہدایت ہے اس کو دوسروں تک پہنچانے اور غیروں کو سمجھانے میں بھی آسانی پیدا ہوتی ہے اور یوں قرآن کریم کے ذریعہ تبلیغ کا، ایک جہاد کا جو حکم ہے وہ بھی پورا ہوتا ہے۔ اور پھر یہ بھی اعلان فرمایا کہ اس میں فرقان بھی ہے۔ ایسے ٹھوس اور بیّن دلائل ہیں جو حق اور باطل میں فرق کر دیتے

ہیں۔اس پر عمل کرنے والا بھی دوسروں سے مختلف نظر آتا ہے۔ جو بھی قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کر رہا ہے وہ دوسروں سے بہر حال مختلف نظر آئے گا۔اس کی عملی اور روحانی اور اعتقادی حالت بھی دوسروں سے نمایاں طور پر اعلیٰ درجے پر پہنچی ہوگی۔اور قرآن کے مقابل پر جب ہم دوسروں سے بات کرتے ہیں تب بھی جب ہم قرآن کی دلیل سے بات کریں گے تو قرآن کے مقابل پر کوئی اور کتاب یا کوئی اور دین کھڑا ہو ہی نہیں سکتا۔کیونکہ اس میں ایسی تعلیمات ہیں،ایسے تاریخی شواہد ہیں،دوسرے دینوں کے مقابل پر ایسے دلائل ہیں جو روز روشن کی طرح اپنی برتری ثابت کر دیتے ہیں۔اس کتاب کے شروع سے آخر تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے اور اب تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہنے کا قرآن کریم اعلان کرتا ہے اور ہمیشہ محفوظ رہنے کا قرآن کریم اعلان کرتا ہے۔پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں روزوں کے ساتھ جو ایک مجاہدہ ہے اس علم وعرفان کے خزانے کو پڑھنے اور سیکھنے کی بھی کوشش کرو اور اس کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناؤ۔اس کے احکامات پر غور کرو اور اپنی زندگیوں پر لاگو کرو۔اس کے بھولے ہوئے حصے کو اس مہینے میں بار بار دہرا کر تازہ کرو۔اس کی تعلیمات کی جگالی کر کے اس مہینے میں اپنا جائزہ لو کہ کس حد تک تم قرآن کریم پر عمل کر رہے ہو۔یہ اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے کیونکہ یہی باتیں ہیں جو دنیا و عاقبت سنوارنے والی بنتی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ** کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”یعنی قرآن میں تین صفتیں ہیں اول یہ کہ جو علوم دین لوگوں کو معلوم نہیں رہے تھے ان کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔دوسرے جن علوم میں پہلے کچھ اجمال چلا آتا تھا ان کی تفصیل بیان کرتا ہے۔تیسرے جن امور میں اختلاف اور تنازع پیدا ہو گیا تھا ان میں قول فیصل بیان کر کے حق اور باطل میں فرق ظاہر کرتا ہے“(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 225 حاشیہ نمبر ۱۱) پس یہ ایک ایسی جامع کتاب ہے اور مکمل کتاب ہے جس کا کوئی ثانی نہیں جس میں ہر چیز مکمل طور پر بیان کر دی۔تمام پرانے دینوں کی غلطیاں نکال دیں۔تمام پرانی کتابوں میں پیدا کیا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور یہ توفیق دے کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے قرآن کریم کی اہمیت و معرفت جاننے کے سامان بھی مہیا فرمائے۔قرآن کریم کے علوم و معرفت کے خزانے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے پیش فرمائے۔اس کا صحیح ادراک تو آپ کی کتب پڑھنے سے ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔بہر حال اس وقت میں قرآن کریم کے بارے میں آپ کے چند اقتباسات رکھوں گا جس سے قرآن کریم کے مقام و اہمیت کا پتا چلتا ہے۔اور اس بارے میں ادا کرنے والی ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں،ان کی طرف توجہ ہوتی ہے تا کہ ہم ان باتوں کو سامنے رکھ کر قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے کی طرف توجہ دیں۔جو آیت میں نے تلاوت کی ہے یہ تو اس کے صرف اتنے حصے کی میں نے تھوڑی سی وضاحت کی ہے اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: **”خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت ﷺ پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے اس قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا اس لیے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں**

پہنچا کیونکہ آنحضرت ﷺ کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپ ﷺ پر ختم ہو چکے تھے اور آپ ﷺ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔اس مقام پر قرآن شریف جو آپ ﷺ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے۔اور جیسے نبوت کے کمالات آپ ﷺ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔آپ خاتم النبییّن ٹھہرے اور آپ ﷺ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔جس قدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔یعنی کیا باعتبار فصاحت وبلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم، کیا باعتبار ثمراتِ تعلیم۔غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو خواہ بلحاظ فصاحت وبلاغت، خواہ بلحاظ مطالب ومقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم، خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہیں۔غرض کسی رنگ میں دیکھو یہ معجزہ ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 26-27۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر قرآن کریم کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں توجہ دلاتے ہیں۔فرمایا کہ: **"اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایہ نازایمان واعتقاد ہوتے (اگر صرف حدیثوں پر ہی اعتقاد کرنا ہے) تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔فرمایا: "مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کیا تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اَور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہو گی۔جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔اُس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لیے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لیے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔یعنی یہی ایک کتاب حق وباطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہو گی۔اس لیے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔**بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبّر میں جان ودل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔بڑے تاسّف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 386۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) پھر اصلاح کے ذرائع بیان کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ: "تبدیلی اور اصلاح کس طرح ہو؟ اس کا جواب وہی ہے کہ نماز سے جو اصل دعا ہے "پہلی بات نماز۔پھر فرمایا: "قرآن شریف پر تدبر کرو۔اس میں سب کچھ ہے۔نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں۔(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس پہلی چیز جو ہے نمازوں کی طرف توجہ ہے۔اور ان دنوں میں تو خاص طور پر باجماعت نمازوں کی طرف توجہ ہونی چاہیے، خاص اہتمام ہونا چاہیے۔اور پھر قرآن کریم کا کیونکہ رمضان سے تعلق ہے اس لیے ان دنوں میں اگر پڑھنے کی عادت ڈال لیں اور سوچنے کی اور سمجھنے کی عادت ڈال لیں، اپنے اوپر اس تعلیم کو لاگو کرنے کی عادت ڈال لیں تو وہ پھر آئندہ بھی کام آتی ہے۔فرمایا کہ: "نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ۔بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔اس کی تعلیم اُس زمانے کے حسب حال

ہوتو ہولیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہر گز نہیں۔ **یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لیے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔** (ملفوظات جلد5 صفحہ102۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ پاکستان کے ایک وزیر ماؤزے تنگ کے زمانے میں چائنا کے دورے پر گئے۔ انہوں نے ماؤ صاحب سے پوچھا کہ آپ نے اپنی قوم میں یہ انقلاب پیدا کیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ جاؤ اپنے نبی کا اُسوہ دیکھو اور اپنے قرآن کریم کو پڑھو اور اس پر عمل کرو تو تمہیں سب کچھ مل جائے گا۔ تو غیروں کو بھی جو عقلمند ہیں چاہے وہ مانیں نہ مانیں لیکن قرآن کریم میں ایک نور نظر آتا ہے۔

پھر قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے سے کیا انقلاب آتے ہیں؟ اس بارے میں معجزات کے بارے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "دوسرا معجزہ قرآن شریف کا جو ہمارے لیے حکم مشہود ومحسوس کا رکھتا ہے (بڑا واضح ہے)" وہ عجیب وغریب تبدیلیاں ہیں جو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں بہ برکت پیروی قرآن شریف واثر صحبت آنحضرت ﷺ ظہور میں آئیں۔ جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ مشرف بہ اسلام ہونے سے پہلے کیسے اور کس طریق اور عادت کے آدمی تھے اور پھر بعد شرف صحبت آنحضرت ﷺ واتباعِ قرآن شریف کس رنگ میں آئے اور عقائد میں، اخلاق میں، چلن میں، گفتار میں، رفتار میں، کردار میں اور اپنی جمیع عادات خبیثہ حالت سے منتقل ہو کر نہایت طیب اور پاک حالت میں داخل کیے گئے تو ہمیں اس تاثیر عظیم کو دیکھ کر جس نے ان کے زنگ خوردہ وجودوں کو ایک عجیب تازگی بخشی اور روشنی اور چمک بخش دی تھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ تصرف ایک خارق عادت تصرف تھا جو خاص خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے کیا۔ (ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات روحانی خزائن جلد4 صفحہ447)

آنحضرت ﷺ کی صحبت اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل اور وجوہات پہلے آپ نے بیان کر دیں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے: **"پھر یہ امر بھی ہر یک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یا وہ اور ناپارساطبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہو گئے اور کیونکر تاثیرات کلام الٰہی اور صحبت نبی معصوم ﷺ نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ان کے دلوں کو یکلخت ایسا مبدل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارف دینی سے مالامال ہو گئے اور محبت دنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں، اپنے مالوں، اپنے عزیزوں، اپنی عزتوں، اپنی جان کے آراموں کو اللہ جل شانہ کے راضی کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔** چنانچہ یہ دونوں سلسلے ان کی پہلی حالت اور اس نئی زندگی کے جو بعد اسلام انہیں نصیب ہوئے قرآن شریف میں ایسی صفائی سے درج ہیں کہ ایک صالح اور نیک دل آدمی پڑھنے کے وقت بے اختیار چشم پُر آب ہو جاتا ہے۔ پس وہ کیا چیز تھی جو ان کو اتنی جلدی ایک عالَم سے دوسرے عالَم کی طرف کھینچ کر لے گئی۔ وہ دو ہی باتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ نبی معصوم اپنی قوت قدسیہ میں نہایت ہی قوی الاثر تھا، ایسا کہ نہ کبھی ہوا اور نہ ہو گا۔ دوسری خدائے قادر ومطلق حیّ قیوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔ بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔ کون اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی کتاب نے ایسی عجیب تبدیل واصلاح کی جیسی قرآن شریف نے کی۔ لاکھوں مقدّسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف

اور نکات ان کے مونہہ سے نکلتے ہی ایک قوی توکّل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حبِ الٰہی کے اور کچھ نہیں (سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد2 صفحہ 77تا79) ان کو بیشک جتنا مرضی پیسیں جس طرح گرائنڈر میں پیستے ہیں اور سخت شکنجوں میں نچوڑیں، ان کا عرق نکالیں اگر کوئی ایسی چیز کسی انسان کے پاس نکالنے کی ہو تو ایسے لوگ جو ہیں جو قرآن کی تعلیم پر غور کرنے والے اور آنحضرت ﷺ سے عشق رکھنے والے ہیں ان کا آخری نتیجہ کیا نکلے گا۔ یہی کہ محبت الٰہی کا عرق ان میں سے نکلے گا اور کچھ بھی نہیں ہوگا۔ فرمایا **"دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دُور تر و بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں۔ انہیں پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔ انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ انہیں جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے اور ان کی درودیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کیے جاتے ہیں اور وہ ہر یک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے اور وہ ان کا ہے۔ یہ باتیں بلا ثبوت نہیں۔"** (سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد2 صفحہ 77تا79 حاشیہ)

پھر آج بھی ترقی کا یہی گر ہے کہ قرآنی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ صرف مان لینا کافی نہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ: "اصل یہی ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں سکھایا ہے جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جس قدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں اسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 379۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) پھر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے دوبارہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پہلے بھی مَیں نے یہ اقتباس پڑھا ہے کہ "سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ اور حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا **اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن**۔ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے" یہی بتائے گا کہ تمہارے میں ایمان کیسا تھا؟ تصدیق کرے گا یا جھٹلائے گا۔ فرمایا: "اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے''۔ (کوئی کتاب ایسی نہیں جو تمہیں ہدایت دے جب تک قرآن میں سے نہیں گزرو گے۔ جب تک اس میں قرآن کریم کی تعلیمات کا ذکر نہیں ہو گا) فرمایا: "خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ **مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مُضغہ کی طرح ہوتی"** (بڑے گندے لوتھڑے کی طرح ہوتی) "قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 صفحہ 26-27)

پھر اس کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”قرآن مجید ایک ایسی پاک کتاب ہے جو اس وقت دنیا میں آئی تھی جبکہ بڑے بڑے فساد پھیلے ہوئے تھے اور بہت سی اعتقادی اور عملی غلطیاں رائج ہوگئی تھیں اور قریباً سب کے سب لوگ بداعمالیوں اور بدعقیدگیوں میں گرفتار تھے۔ اس کی طرف اللہ جل شانہ قرآن مجید میں اشارہ فرماتا ہے۔ **ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ**۔ یعنی تمام لوگ کیا اہل کتاب اور کیا دوسرے سب کے سب بدعقیدگیوں میں مبتلا تھے اور دنیا میں فساد عظیم برپا تھا۔ غرض ایسے زمانے میں خداتعالیٰ نے تمام عقائد باطلہ کی تردید کے لیے قرآن مجید جیسی کامل کتاب ہماری ہدایت کے لیے بھیجی جس میں کُل مذاہب باطلہ کا ردّ موجود ہے اور خاص کر سورۃ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اشارہ کے طور پر کُل عقائد کا ذکر ہے۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 31۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”(قرآن میں) جس قدر خداوند قادر مطلق نے تمام دنیا کے مقابلہ پر، تمام مخالفوں کے مقابلہ پر، تمام دشمنوں کے مقابلہ پر، تمام منکروں کے مقابلہ پر، تمام دولتمندوں کے مقابلہ پر، تمام زورآوروں کے مقابلہ پر، تمام بادشاہوں کے مقابلہ پر، تمام حکیموں کے مقابلہ پر، تمام فلاسفروں کے مقابلہ پر، تمام اہل مذہب کے مقابلہ پر ایک عاجز ناتوان بے زر، بے زور ایک اُمّی ناخوان بے علم بے تربیت کو اپنی خداوندی کے کامل جلال سے کامیابی کے وعدے دیئے ہیں، کیا کوئی ایمانداروں اور حق کے طالبوں میں سے شک کرسکتا ہے کہ یہ تمام مواعید کہ جو اپنے وقتوں پر پورے ہوگئے اور ہوتے جاتے ہیں یہ کسی انسان کا کام ہے؟ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 266-267 حاشیہ نمبر 11)

تلاوت کے آداب کے بارے میں کسی نے سوال کیا تھا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جائے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”قرآن شریف تدبر و تفکّر و غور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے **رُبَّ قَارٍ يَلْعَنُهُ الْقُرْآن**۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خداتعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خداتعالیٰ کے عذاب سے خداتعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جائے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہیے اور اس پر عمل کیا جاوے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 157۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ تلاوت کی غرض کس طرح پوری ہوتی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: **”لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچ سمجھے چلے جاتے ہیں جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے، نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتا لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دوچار سپارے پڑھ لیے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور قاف اور عین کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔** (ملفوظات جلد 1 صفحہ 428-429۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

حدیث میں بھی آیا ہے کہ اچھی تلاوت کرنی چاہیے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب استحباب الترتیل فی القراءۃ حدیث نمبر 1468)

”مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدّ نظر نہ رکھا جاوے اس پر پورا غور نہ کیا جاوے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 428-429۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ کلام اللہ کی تلاوت سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”پرستش کی جڑ تلاوت کلام الٰہی ہے کیونکہ محبوب کا کلام اگر پڑھا جائے یا سنا جائے تو ضرور سچے محب کے لیے محبت انگیز ہوتا ہے اور شورش عشق پیدا کرتا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد2 صفحہ 283) فرمایا کہ دلوں کی سختی کا علاج بھی قرآن کریم میں ہے۔ فرماتے ہیں کہ: **”انسان کو چاہیے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے اور جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور بداعمالیوں سے بچے جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لیے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمتِ الٰہی میرے بھی شامل حال ہو قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر اور قسم کا چنتا ہے۔ پس چاہیے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔“** (ملفوظات جلد 3 صفحہ 519۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) فرمایا کہ قرآن کریم کے بعد اب کسی اور الہامی کتاب کی ضرورت نہیں بالکل کامل اور مکمل کتاب ہے۔ فرماتے ہیں ”قرآن شریف ایسے زمانے میں آیا تھا کہ جس میں ہر ایک طرح کی ضرورتیں کہ جن کا پیش آنا ممکن ہے پیش آگئی تھیں۔ یعنی تمام امور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تھے اور ہر ایک قسم کا افراط تفریط اور ہریک نوع کا فساد اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا اس لیے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجے پر نازل ہوئی۔ پس انہی معنوں سے شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں۔ کیونکہ پہلے زمانوں میں وہ مفاسد کہ جن کی اصلاح کے لیے الہامی کتابیں آئیں وہ بھی انتہائی درجہ پر نہیں پہنچے تھے۔ اور قرآن شریف کے وقت میں وہ سب اپنی انتہا کو پہنچ گئے تھے۔ **پس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنی فرقان مجید ظہور پذیر ہوتا (اگر اس وقت کے لحاظ سے مکمل بھی تھیں تو تب بھی کیونکہ اس وقت کی ضروریات اَور تھیں اس لیے تعلیم پھر بھی نامکمل رہنی تھی اور قرآن کریم کا ظہور بہرحال ہونا تھا) فرمایا ”مگر قرآن شریف کے لیے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کہ اس کے بعد کوئی اور کتاب بھی آوے۔ کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ باقی نہیں۔** ہاں اگر یہ فرض کیا جائے کہ کسی وقت اصول حقہ قرآن شریف کے وید اور انجیل کی طرح مشرکانہ اصول بنائے جائیں گے اور تعلیمِ توحید میں تبدیل اور تحریف عمل میں آوے گی یا اگر ساتھ اس کے یہ بھی فرض کیا جائے جو کسی زمانے میں وہ کروڑہا مسلمان جو توحید پر قائم ہیں وہ بھی پھر طریق شرک اور مخلوق پرستی کا اختیار کرلیں گے تو بیشک ایسی صورتوں میں دوسری شریعت اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہوگا مگر دونوں قسم کے فرض محال ہیں کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا کہ یہ ہو) (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد1 صفحہ 101-102 حاشیہ نمبر9) پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: **”یادرکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دُور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے** اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں اُن کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور

جہالت ہے اسے تو چاہیے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا اور سیر اب ہو کر اس کے لُطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا مگر باوجود علم کے اس سے ویساہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر اور اس وقت تک اس سے دور رہتا ہے جب موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہیے مگر نہیں۔ اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی۔ مسلمانوں کو چاہیے تھا اور اب بھی ان کے لیے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے یہ ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اُٹھائیں۔ (ملفوظات جلد4 صفحہ 140 – 141، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ مَیں اس وقت اس ثبوت کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لیے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا۔ **اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ** (الحجر:10) یعنی بے شک ہم نے ہی اس ذکر (یعنی قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ **قرآن شریف کی حفاظت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ توریت یا کسی اور کتاب کے لیے نہیں۔ اس لیے ان کتابوں میں انسانی چالاکیوں نے اپنا کام کیا۔ قرآن شریف کی حفاظت کا یہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اس کی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت ملتا رہتا ہے اور یہود نے چونکہ توریت کو بالکل چھوڑ دیا ہے اس لیے ان میں کوئی اثر اور قوت باقی نہیں رہی جو ان کی موت پر دلالت کرتی ہے۔** (ملفوظات جلد8 صفحہ 116-117۔ ایڈیشن 1984 مطبوعہ لندن)

پھر بڑے درد کے ساتھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نصیحت فرمائی۔ فرمایا **”تمہارے لیے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لیے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد ﷺ۔“** (کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 صفحہ 13)

یہ چند اقتباسات قرآن کریم کی اہمیت و تلاوت کی طرف توجہ دلانے، اور تعلیم پر غور کرنے اور عمل کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لیے مَیں نے پڑھے ہیں تاکہ ہم میں سے ہر ایک کو ان کی طرف توجہ پیدا ہو اور اس رمضان میں ہم اس اہم خزانے سے فیض پانے والے ہوں جیسا کہ شروع میں مَیں نے کہا اس کو پڑھیں اور غور کریں اور جو چیزیں بھول گئے ہیں۔ بعض لوگوں نے بعض آیات یاد بھی کی ہوتی ہیں لیکن بھول گئے، ان کو دہرائیں، یاد کریں۔ جو احکامات نظروں سے اوجھل ہو گئے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(از الفضل انٹرنیشنل یکم اگست 2014ء تا 07 اگست 2014ء)

منظوم کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود

گناہ گاروں کے درد دل کی بس اک قرآں ہی دوا ہے

یہی ہے خضر رہ طریقت یہی ہے ساغر جو حق نما ہے

ہر اک مخالف کے زور و طاقت کو توڑنے کا یہی ہے حربہ

یہی ہے تلوار جس سے ہر ایک دیں کا بد خواہ کانپتا ہے

تمام دنیا میں تھا اندھیرا کیا تھا ظلمت نے یاں بسیرا

ہوا ہے جس سے جہان روشن وہ معرفت کا یہی دیا ہے

نگاہ جن کی زمین پر تھی نہ آسماں کی جنہیں خبر تھی

خدا سے ان کو بھی جا ملایا دکھائی ایسی رہ ھدیٰ ہے

بھٹکتے پھرتے ہیں راہ سے جو، انہیں یہ ہے یار سے ملاتا

جواں کے واسطے یہ خضر رہ ہے، تو پیر کے واسطے عصا ہے

مصیبتوں سے نکالتا ہے، بلاؤں کو سر سے ٹالتا ہے

گلے کا تعویذ اسے بناؤ، ہمیں یہی حکم مصطفیٰ ہے

(از کلام محمود: ص17)

قرآن مجید اور سائنسی حقائق

(طیبہ مبارکہ رضوان – مجلس Ullensaker)

قرآن کریم تمام علوم کی جامع کتاب ہے۔ جو علوم قرآن نے بیان کیے ہیں وہ کسی اور آسمانی صحیفہ میں نہیں پائے جاتے۔ قرآن کریم میں چھ ہزار سے زائد آیات ہیں جن میں سے ایک ہزار سے زائد آیات کا تعلق سائنس سے ہے۔ جہاں قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا قول ہے وہاں یہ کائنات اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک اور جدید سائنس ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اور ان میں کوئی تضاد نہیں۔ یہ مختصر مضمون قرآن مجید میں سائنسی حقائق پر مبنی آیات اور موضوعات کی لمبی تفصیل کے بیان کا متحمل تو نہیں ہو سکتا تاہم اس میں مختصراً کچھ باتوں کا ذکر کروں گی جیسا کہ تخلیق کائنات اور اس میں مسلسل وسعت، نظام شمسی اور اجرام فلکی کی مسلسل حرکت کا جو ذکر قرآن مجید کے مختلف مقامات پر ملتا ہے وہ بیان کروں گی **کائنات کی تخلیق اور اس کا اختتام**: بگ بینگ کے نام سے یقیناً ہم سب واقف ہیں۔ سائنسدانوں کے مطابق یہ وہ عظیم دھماکا ہے جس کے نتیجہ میں یہ کائنات وجود میں آئی۔ بگ بینگ کے مطابق ابتدا میں یہ ساری کائنات ایک بڑی کمیت کی شکل میں تھی۔ پھر ایک عظیم دھماکا یعنی بگ بینگ ہوا جس کے نتیجہ میں کہکشائیں بنیں۔ پھر یہ کہکشائیں تقسیم ہو کر ستاروں، سیاروں، سورج چاند وغیرہ کی صورت میں آئیں۔ خدا تعالیٰ کائنات کے آغاز کے حوالے سے قرآن مجید میں فرماتا ہے: **اَوَلَمۡ یَرَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰہُمَا** (الانبیا:31) کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پھر ہم نے اُن کو پھاڑ کر الگ کر دیا۔ رَتَق: close up mass ساری کائنات مضبوطی سے بند کیے ہوئے ایک گیند کی شکل میں تھی جس میں سے کوئی چیز باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ فتق: پھاڑا۔ Explosion پھر ہم نے اس کو پھاڑا اور اچانک کائنات اس میں سے پھوٹ پڑی۔ (ماخوذ از تعارف سورۃ الانبیاء از ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع صفحہ 54)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ کائنات کے تعلق میں سائنس کی تاریخ کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے کہ ابتدا میں ساری کائنات کا مادہ اکٹھا ہو کر ایک مکمل اندھیرے کی شکل میں تھا اور ایک سلے ہوئے گیند کی طرح بند تھا اسے قرآن کریم نے رتق کہا۔ سائنس اسے بلیک ہول کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ کائنات میں جتنی بھی چیزیں ہیں ان میں موجود تمام مادہ شروع میں اس چھوٹی سی جگہ یعنی بلیک ہول میں سمایا ہوا تھا۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں اچانک یہ پھٹا اور ایک ناقابل بیان دھماکا ہوا۔ اسے سائنسدانوں نے Big Bang کا نام دیا۔ جبکہ قرآن مجید نے **فتقا** کہا فرمایا **ففتقنھما** پس ہم نے ان دونوں کو پھاڑ دیا۔ اس سے توانائی کی شدید لہریں پیدا ہوئیں جو چاروں طرف پھیلنا شروع ہو گئیں۔ جب دھماکا ہوا تو درجہ حرارت اور دباؤ بے انتہا زیادہ تھا۔ لیکن دھماکے کے ایک سیکنڈ بعد درجہ حرارت ایک ارب ڈگری کم ہو چکا تھا۔ اس موقع پر توانائی سے دوبارہ مادہ بننا شروع ہوا اور جب کائنات تین منٹ کی ہو گئی تو درجہ حرارت کم ہوتے ہوتے تقریباً ایک کروڑ ڈگری تک رہ گیا۔ اس کے بعد قریباً دس لاکھ سال تک کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی قریباً دس لاکھ سال بعد پہلی بار باقاعدہ ایٹم وجود میں آئے دھماکہ کے بعد جو بھی مادہ یا توانائی تھی وہ مسلسل چاروں طرف پھیلتی جا رہی تھی۔ اور آج تک پھیلتی جا رہی ہے۔ اس دوران آہستہ آہستہ ستارے اور سیّارے بنتے رہے۔ ہمارا نظام شمسی قریباً پانچ ارب سال قبل بنا جبکہ کائنات تقریباً بیس ارب سال قبل وجود میں آئی سائنسدان ابھی تک یہ نہیں معلوم کر سکے کہ اس دھماکے سے پہلے کائنات کیا تھی۔ اور نہ

ہی یہ جان سکے کہ دھماکا کس طاقت کے زیر اثر ہوا۔ تاہم دھماکے کے معاًبعد جو کچھ ہوا اور بعد کی تاریخ سے واقف ہیں۔ کائنات کے وجود میں آنے کے متعلق دو تازہ ترین نظریات بگ بینگ کے نظریہ کی ہی تائید کرتے ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک نظریہ کے مطابق یہ کائنات ہمیشہ پھیلتی چلی جائے گی اور دوسرے نظریہ کے مطابق ایک مقام پر پہنچ کر کائنات کا پھیلاؤ رک جائے گا اور کشش ثقل اسے اندر کی طرف کھینچنا شروع کر دے گی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم دوسرے نظریہ کی تائید کرتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **یَوۡمَ نَطۡوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلۡکُتُبِ ؕ کَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِیۡدُہٗ ؕ وَعۡدًا عَلَیۡنَا ؕ اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیۡنَ** (الانبیا:105) جس دن ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جیسے دفتر تحریروں کو لپیٹتے ہیں۔ جس طرح ہم نے پہلی تخلیق کا آغاز کیا تھا اس کا اعادہ کریں گے۔ یہ وعدہ ہم پر فرض ہے۔ یقیناً ہم یہ کر گزرنے والے ہیں۔ اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کائنات ابدی نہیں ہے اور ایک وقت آئے گا کہ اسے دفتر کی طرح لپیٹ دیا جائے گا آیت کے دوسرے حصہ سے پتہ چلتا ہے کہ جب کائنات بلیک ہول میں گم ہو جائے گی تو اس کے بعد ایک نیا آغاز ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نئے سرے سے کائنات کی تخلیق کرے گا جیسا کہ اس نے پہلے کیا تھا۔ قرآن کریم کے مطابق کائنات کے سکڑنے اور پھیلنے کا عمل ایک جاری عمل ہے۔ (ماخوذ از الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 262-264) پھیلتی ہوئی کائنات: 1925 میں پہلی دفعہ امریکہ کے ایک ماہر فزکس ایڈون ہبل (Edwin Hubble) نے اس بات کو مشاہدات سے ثابت کیا کہ تمام کہکشائیں ایک دوسرے سے دور ہٹ رہی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کائنات پھیل رہی ہے۔ اور آج یہ بات ایک تسلیم شدہ سائنسی حقیقت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں واضح طور پر یوں ملتا ہے۔ **وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰہَا بِاَیۡىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ** (الذریت:48) اور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم وسعت دینے والے ہیں۔ قرآن مجید کے علاوہ یہ ذکر کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے کسی اور آسمانی کتاب میں اشارۃً بھی نہیں ملتا۔ سائنسدانوں کے نزدیک یہ انکشاف کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے، بہت خاص اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ اس سے انہیں کائنات کی تخلیق کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور یہ دریافت بگ بینگ کے نظریہ سے مکمل طور پر مطابقت رکھتی ہے۔

تمام اجرام فلکی مسلسل حرکت میں ہیں: قرآن کریم سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ تمام اجرام فلکی مسلسل حرکت میں ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی ساکن نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ وَالنَّہَارَ وَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ** اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب (اپنے اپنے) مدار میں رواں دواں ہیں۔ ہمارا نظام شمسی بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔ قرآن کریم کی آیات اس بات پر بھی روشنی ڈالتی ہیں کہ تمام اجرام فلکی بیضوی مداروں میں گردش کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ یہ تمام اجرام اپنی فنا کے مقررہ وقت کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ ذیل میں پیش کی گئی مختلف آیات کریمہ اسی مضمون کو بیان کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

1۔ **اَللّٰہُ الَّذِیۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی** (الرعد:3) اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے بلند کیا جنہیں تم دیکھ سکو پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا اور سورج اور چاند کو خدمت پر مامور کیا ہر چیز ایک معین مدت تک کے لئے حرکت میں ہے۔

2۔ **اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ یُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ۫ کُلٌّ یَّجۡرِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی** (لقمان:30) کیا تُو نے غور نہیں کیا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر کر دیا ہے۔ ہر ایک اپنی مقررہ مدت کی طرف رواں دواں ہے۔

3-يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِي النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيۡلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ۖۗ كُلٌّ يَّجۡرِيۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى (فاطر:14) وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے۔ ہر ایک اپنے مقررہ وقت کی طرف چل رہا ہے۔

4-خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيۡلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجۡرِيۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى (الزمر:6) اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ وہ دن پر رات کا خول چڑھا دیتا ہے اور رات پر دن کا خول چڑھا دیتا ہے۔ اور اُسی نے سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ہر ایک اپنی مقررہ میعاد کی طرف متحرک ہے۔

سورج کا بے نور ہونا:

سورج کی سطح پر پانچ ارب سال سے مسلسل کیمیائی عمل وقوع پذیر ہو رہا ہے جس کی وجہ سے یہ روشن ہے لیکن ایک وقت آئے گا جب یہ عمل ختم ہو جائے گا اور سورج مکمل طور پر بے نور ہو جائے گا۔ اس آیت کریمہ میں سورج کے فنا ہونے کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے۔ وَالشَّمۡسُ تَجۡرِيۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ؕ (39) اور سورج (ہمیشہ) اپنی مقررہ منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ یہ کامل غلبہ والے (اور) صاحب علم کی (جاری کردہ) تقدیر ہے اگرچہ اس آیت میں صرف سورج کا ذکر ہے لیکن بعد کی آیات میں تمام کائنات کو سورج کی اس حرکت کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔

وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِيۡمِ (40) لَا الشَّمۡسُ يَنۡۢبَغِيۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَلَا الَّيۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ (یس:39-41) اور چاند کے لئے بھی ہم نے منازل مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار پر رواں دواں ہیں۔ اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سورج اور چاند کا باہمی فاصلہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اور وہ کبھی بھی نہ تو ایک دوسرے کے قریب آئیں گے اور نہ ہی دور جائیں گے۔ اور یہ ایک ایسی تقدیر ہے جس میں ان کے مقررہ وقت تک کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ سورج اور چاند ایک ہی سمت میں سفر کر رہے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيۡ خَلَقَ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ (الانبیاء:34) اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب (اپنے اپنے) مدار میں رواں دواں ہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے پتہ چلتا ہے کہ سورج اور چاند سمیت تمام اجرام فلکی ایک غیر محسوس طریق پر محو سفر ہیں۔ نیز بہت سی آیات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ سب آپس میں نہ دکھائی دینے والے رشتوں میں منسلک ہیں۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی اپنا بیضوی مدار چھوڑتا ہے تو باقی بھی آپس کا توازن برقرار رکھنے کے لئے اسی کے مطابق حرکت کرتے ہیں۔ (ماخوذ از الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 270-271)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس زمانہ کے عامتہ الناس ان آیات میں مضمر پیغام کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اور یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے تھے کہ پہاڑوں کی حرکت زمین کی حرکت سے وابستہ ہے نیز یہ کہ اگر سورج خلا میں ایک مخصوص مقام کی طرف سفر کر رہا ہے تو تمام کائنات بھی اسی طرح حرکت پذیر ہے۔ یہ نظریہ کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے اس دور کے سائنسدانوں کے تصور میں بھی نہیں آیا تھا لیکن قرآن کریم کے گہرے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ساری کائنات خلا میں ایک خاص سمت میں سفر کر رہی ہے۔ اگر یہ تجزیہ درست ہے تو تمام کی تمام

180 ارب یا اس سے بھی زیادہ کہکشائیں جن میں ہمارے نظام شمسی کی حیثیت ایک چھوٹے سے نقطہ کی ہے جو سورج کی طرح ایک معین سمت میں سفر کر رہی ہے۔" (الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 271)

قرآن کریم میں بیان کردہ سائینسی حقائق اور سائنسی شہادتیں اس بات کا پختہ اور ناقابل تردید ثبوت ہیں کہ قرآن کریم خالق کائنات کا کلام ہے۔ ورنہ چودہ سو سال پہلے بھیجا جانے والا ایک امی نبی اپنی طرف سے ایسے ترقی یافتہ نظریات بیان نہیں کر سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں اپنی تخلیقات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ (آل عمران:191) یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "قرآن کریم میں ان لوگوں کو جو عقل سے کام لیتے ہیں اولو الالباب فرمایا ہے۔ پھر اس کے آگے فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے کہ اولو الالباب اور عقل سلیم بھی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جلشانہ کا ذکر اٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی" حقیقی عقل اسی کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اس سے مدد مانگتا ہے اور اس کی صنّاعی پر، اس کی مخلوق پر، اس کی پیدائش پر غور کرتا ہے۔ فرمایا کہ "اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو" مومن جو ہے وہ بڑا فراست والا ہوتا ہے "کیونکہ وہ الٰہی نور سے دیکھتا ہے صحیح فراست اور حقیقی دانش کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔ اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو، سوچو۔ تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور عقل سلیم سے کام لوگے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَاخَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تمہارے دل سے نکلے گا" اس وقت جب یہ چیزیں ہوں گی کہ تقویٰ کی راہوں پہ قدم مارو۔ عقل سے کام لو، خدا تعالیٰ کی طرف جھکو۔ قرآن کریم پر غور و فکر کرو تو تب حقیقت میں رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا کا مطلب سمجھ آئے گا اور پھر دل سے یہ دعا نکلے گی سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے اللہ تو پاک ہے۔ ہماری غلطیوں کو معاف کر، ہمارے گناہوں کو معاف کر۔ ہمیں ہمیشہ ان راہوں پر چلا جو تیری رضا کی راہیں ہیں تاکہ ہم آگ کے عذاب سے بچتے رہیں۔ جب انسان ان باتوں کو سمجھتا ہے تب اللہ تعالیٰ جو صانع حقیقی ہے۔ جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اس کا ثبوت سامنے آجائے گا۔ اس وقت سمجھ میں آجائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تاکہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 42,41 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

"لجنات حضورِ انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔
جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔"

قرآن کریم کی دوسری الہامی کتب پر فضیلت

(بشریٰ خالد – مجلس Follo)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے مختلف انبیائے کرام پر آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے ان کا علم ہمیں قرآنِ کریم اوراحادیثِ مبارکہ سے ہوتا ہے ہم ان تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی اصلی صورت پر ایمان رکھتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو نازل فرمایا، نہ کہ تحریف شدہ اور گھڑی ہوئی باتوں پر جن کولوگوں نے بدل ڈالا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف غلط منسوب کر دی ہیں۔ للہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کچھ کتابیں یہ ہیں:

تورات (حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی)

انجیل (حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی)

زبور (حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی)

قرآن (مجید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا)

آنحضرت ﷺ سے پہلے جس قدر انبیاء آئے ان کا دائرہ ارشاد و تبلیغ کسی خاص قوم یا امت ہی تک محدود تھا ان کی تعلیمات، کتابیں، صحیفے مخصوص دور کے لیے تھی۔ اس لیے وہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ختم ہوتی گئیں۔ لیکن حضرت محمد ﷺ چونکہ خاتم النبیین تھے اس لیے آپ ﷺ کو دی گئی کتاب قیامت تک کے انسانوں کے لیے تھی۔ اس لیے ان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود اٹھائی جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس تمام کائنات کا مرکزی نقطہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کو تمام کتب سماوی پر فضیلت عطا کر کے اسے سب کتب سماوی کا مرکزی مقام عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی لامحدود اور نہاں در نہاں ہے اسی طرح قرآن شریف کی برکات اور اُس کے خزانے بھی لا محدود اور مخفی در مخفی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر غیر سے بالا اور افضل و برتر ہستی ہے اسی طرح اُس کا پاک کلام بھی ہر دوسرے کلام سے افضل اور بالا ہے۔ قرآن کریم کے فیوض و برکات کی انتہا معلوم کرنا ایک عام انسان کا کام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُسی کی مدد سے قرآن کریم کے اوصافِ حمیدہ پر اطلاع ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم ہدایت کا صحیح راستہ اور اندھیروں سے نور کی طرف لے جانے والی راہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (ابراھیم:2)

حدیث مبارک ہے کہ

فَضْلُ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ (سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن عن رسول اللہ ﷺ حدیث نمبر 2926)

قرآن کریم کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت تمام مخلوق پر۔

نیز فرمایا: **اَلْقُرْآنُ أَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَمَنْ فِيْهِنَّ** (سنن الدارمی حدیث 3390)

قرآن کریم اللہ کو آسمان و زمین اور جو کچھ اُن میں ہے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

رَسُوْلٌ مِّنَ اللهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً۔ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینۃ:3 – 4)

بائیبل میں آتا ہے۔ میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے مونہہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے

فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔

اس میں خبر دی گئی تھی کہ ایک ایسازمانہ آئے گا جب موسیٰ علیہ السلام جیسا نبی مبعوث ہو گا حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ صاحب شریعت نبی تھے اس لیے ان جیسے نبی کے آنے کے لازما یہ معنی تھے کہ وہ بھی صاحب شریعت ہو گا۔ پھر جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے گا تو معلوم ہوا کہ جو کتاب وہ لائے گا اس میں بعض باتیں زائد بھی ہو نگی جو بائیبل میں موجود نہ ہوں گی، ورنہ نئی شریعت کے آنے کی کیا ضرورت تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ کرنے میں کیا حکمت تھی۔ لیکن جب وہ منسوخ کی گئی تو ضروری تھا کہ آنے والی شریعت اس سے افضل ہو۔

اسی طرح استثنا باب 18 کی آیت 118 نجیل میں آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کہتے ہیں مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔

پس انجیل سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب میں جس آنے والے کی پیشگوئی ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ اس کا مصداق کوئی اور ہے۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لیے آئے تھے مگر وہ جس کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیشگوئی کی وہ ساری دنیا کے لیے ہے اور یہ دعویٰ قرآن ہی پیش کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: ”اے لوگو! آج میں نے دین کے کامل کرنے کی کڑی کو پورا کر دیا۔ وہ کڑی جو آدمؑ سے لے کر اب تک نامکمل چلی آتی تھی آج قرآن کے زریعہ پوری کر دی گئی ہے اور میں نے اپنے احسان کو تم پر کامل کر دیا ہے۔ گویا مختلف چکروں میں سے انسانوں کو گزارتے ہوئے میں انہیں اس مقام پر لے آیا کہ بندہ خدا کا مظہر بن گیا اور میں نے تمہارے لیے دین کے طور پر اسلام کو پسند کر لیا۔“

اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم اپنے بعد کسی اور شریعت اور نئی کتاب کی امید نہیں دلاتا بلکہ صرف یہ کہتا ہے کہ نیا فہم اور نیا علم حاصل کرو جو قرآن کریم کے زریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ (فضائل القرآن سے ماخوذ ص47 تا49)

اب سوال یہ ہے کہ قرآن مجید میں وہ کون سی خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے دوسرے مذاہب کی کتابوں پر اسے فضیلت دی جاسکتی ہے۔ قرآن کریم ایک روحانی خزانہ ہے جس کے بغیر دنیا میں ہم گزارہ نہیں کر سکتے۔ اس کی فضیلت کے کیا معیار ہیں جو اسے دوسری کتب سے افضل قرار دیتے ہیں اسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب فضائل القرآن صفحہ 48 سے 45 سے مختصر بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس رنگ میں غور کیا تو قرآن کریم کا سمندر میری آنکھوں کے سامنے آ گیا اور مجھے معلوم ہوا کہ ہر فضیلت کی وجہ جو دنیا میں پائی جاتی ہے اور جس کی بنائی پر ایک چیز کو دوسری چیز پر فضیلت دی جاتی ہے وہ بدرجہ اتم قرآن مجید میں پائی جاتی ہے اور فضیلت دینے والی خوبیوں کے سارے رنگ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ میں نے اس وقت سرسری نگاہ سے دیکھا تو قرآن کریم کی فضیلت کی چھبیس وجوہات میرے ذہن میں آئیں۔ بالکل ممکن ہے کہ یہ وجوہات اس سے بہت زیادہ بڑھ کر ہوں اور میں پھر غور کروں یا کوئی اور غور کرے تو اور وجوہات بھی نکل آئیں۔ مگر جتنی وجوہات اس وقت میرے ذہن میں آئیں، ان میں میں نے قرآن کریم کو تمام کتب سے افضل پایا۔ منبع کے لحاظ سے، ذاتی قابلیت کے لحاظ سے، نتائج کے لحاظ سے، شدت فائدہ کے لحاظ سے، کثرت فوائد کے لحاظ سے، وسعت نفع کے لحاظ سے، میعاد نفع کے لحاظ سے، نفع اٹھانے والوں کی اقسام کے لحاظ سے، کھوٹ سے مبرا ہونے کے لحاظ سے، یقینی فوائد کے لحاظ سے، ظاہری حسن کے لحاظ سے، ضروری امور کو نقصان نہ پہنچانے کے لحاظ سے، فوائد کے سہل الحصول ہونے کے لحاظ سے، ضروریات پوری کرنے میں یکتا ہونے کے لحاظ سے، اہم ضروریات کو پورا کرنے کے لحاظ سے، حفاظت میں آسانی ہونے کے لحاظ سے نفع کے لحاظ سے، ہر قسم کے نقصان سے مبرا ہونے کے لحاظ سے، دعوت عام کے لحاظ سے، علاج الامراض کے لحاظ سے، زائد فوائد کے لحاظ سے، مطمع نظر کی وسعت کے لحاظ سے، دوسری کتب سے مستغنی کرنے کے لحاظ سے، صحیح علوم کی طرف راہنمائی کرنے کے لحاظ سے، اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لحاظ سے فضیلت۔

آج خدا نے قرآن مجید کی فضیلت کو دنیا میں ثابت کرنے کے لیے جماعت احمدیہ کو چنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَقُرۡاٰنٌ كَرِيۡمٌ۔ فِىۡ كِتٰبٍ مَّكۡنُوۡنٍ۔ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ (الواقعہ:78-80) کہ یقیناً ایک عزت والا قرآن ہے ایک چھپی ہوئی کتاب ہے محفوظ کتاب ہے کوئی اسے چھو نہیں سکتا سوائے پاک کیے ہوئے لوگوں کے۔

ان آیات میں جہاں غیر مسلموں کے لیے قرآن کریم کی عزت وعظمت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان کو بتایا گیا ہے کہ اس کی عظمت ہے۔ ایک ایسی کتاب ہے جو بیش بہا خزانہ ہے۔ جس کی تعلیم محفوظ ہے یعنی اس کے نزول کے وقت سے یہ محفوظ چلی آرہی ہے اور تاقیامت محفوظ رہے گی۔ لیکن فائدہ وہی اٹھائیں گے جو پاک دل ہو کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں گے۔ وہاں مسلمانوں کے لیے بھی اس میں نصیحت ہے کہ صرف مسلمان ہو کر اس سے فیض نہیں پایا جاسکتا۔ جب تک پاک دل ہو کر اس پر عمل نہیں کرتے اور اس کا مکمل فہم حاصل نہیں کرتے اور اس دُرِّ مکنون کو حاصل کرنے کے لیے ان **مُطَہَّرِیْن** کی تلاش نہیں کرتے جن کو خدا تعالیٰ نے اس کے فہم سے نوازا ہے یا نوازتا ہے اور اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں اور خدا تعالیٰ کے وعدے کے مطابق یہ مقام آنے والے مسیح ومہدی کو ہی ملنا تھا اور ملا ہے اور خدا تعالیٰ سے براہ راست علم پا کر آپ ﷺ نے اس عظیم کتاب کے اسرار ورموز ہم پر کھولے ہیں۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:** ”قرآن کے حقائق ودقائق انہیں پر کھلتے ہیں جو پاک کیے گئے ہیں۔ پس ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے سمجھنے کے لیے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہو۔ اگر قرآن کے سیکھنے کے لیے معلم کی حاجت نہ ہوتی تو ابتدائے زمانہ میں بھی نہ ہوتی۔ فرمایا کہ ”یہ کہنا کہ ابتدا میں تو حل مشکلات قرآن کے لیے ایک معلم کی ضرورت تھی لیکن جب حل ہو گئیں تو اب کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حل شدہ بھی ایک مدت کے بعد پھر قابل حل ہو جاتی ہیں۔ ماسوا اس کے اُمّت کو ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہیں۔“ (خطبہ جمعہ 11 ستمبر 2009)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”پھر یہ امر بھی ہر یک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور ناپارسا طبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہو گئے اور کیونکر تاثیرات کلام الٰہی اور صحبت نبی معصوم ﷺ نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ان کے دلوں کو یکلخت ایسا مبدل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارف دینی سے مالا مال ہو گئے اور محبت دنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں اپنے مالوں، اپنے عزیزوں، اپنی عزتوں، اپنی جان کے آراموں کو اللہ جل شانہ کے راضی کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ چنانچہ یہ دونوں سلسلے ان کی پہلی حالت اور اس نئی زندگی کے جو بعد اسلام انہیں نصیب ہوئے قرآن شریف میں ایسی صفائی سے درج ہیں کہ ایک صالح اور نیک دل آدمی پڑھنے کے وقت بے اختیار چشم پُر آب ہو جاتا ہے۔ پس وہ کیا چیز تھی جو ان کو اتنی جلدی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف کھینچ کر لے گئی۔ وہ دو ہی باتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ نبی معصوم اپنی قوت قدسیہ میں نہایت ہی قوی الاثر تھا، ایسا کہ نہ کبھی ہوا اور نہ ہو گا۔ دوسری خدائے قادر ومطلق حیّ قیوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔ بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔ کون اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی کتاب نے ایسی عجیب تبدیل واصلاح کی جیسی قرآن شریف نے کی۔ لاکھوں مقدّسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے مونہہ سے نکلتے ہیں ایک قوی توکّل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حب الٰہی کے اور کچھ نہیں۔“

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 77 تا 79 حاشیہ)

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے   **جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا**

قرآن کریم نجات کا ذریعہ

(شمسہ کنول – مجلس Ullensaker)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔

کہ ظالموں کو قرآن کریم خسارے میں بڑھاتا ہے حالانکہ مومنوں کے لیے یہی نفع رساں ہے۔ (بنی اسرائیل:83)

تو یہ دعویٰ ہے جو اس کتاب کا ہے اگر تم پاک دل ہو کر اس کی طرف آؤ گے، ہر کانٹے سے ہر جھاڑی سے جو تمہیں الجھا سکتی ہے، تمہیں بچنے کی تمنا ہے اور نہ صرف تمہیں بچنے کی تمنا ہے بلکہ اس سے بچنے کی کوشش کرنے والے بھی ہو اور تمہارے دل میں اگر اس کے ساتھ خدا کا خوف بھی ہے، اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش بھی اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش اور تڑپ بھی ہے پھر یہ کتاب ہے جو تمہیں ہدایت کی طرف لے جائے گی۔ اور جب انسان، ایک مومن انسان، تقویٰ کے راستوں پر چلنے کا خواہش مند انسان قرآن کریم کو پڑھے گا سمجھے گا اور غور کرے گا اور اس پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ اس ذریعے سے ہدایت کے راستے بھی پاتا چلا جائے گا اور تقویٰ پر بھی قائم ہوتا چلا جائے گا۔ (24 ستمبر 2004)

قرآن کریم حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "یاد رکھو قرآن کریم حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن کریم پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں۔ اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے، اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سے امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے اسے تو چاہئے تھا کہ اس چشمے پر منہ رکھ دیتا اور سیر اب ہو کر اس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اس وقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہیے مگر نہیں۔ اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت

ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابلِ رحم حالت اس قوم کی ہو گی۔"

فرمایا کہ: "مسلمانوں کو چاہیے تھا اور اب بھی ان کے لیے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے۔ اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 141-140 الحکم 24 ستمبر 1904)

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "بہر حال ایک احمدی کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہیں اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہیے۔ اور پھر اس پر عمل کرنا ہے تب ہی ان لوگوں میں شمار ہو سکیں گے جن کے لیے یہ کتاب ہدایت اور نجات کا باعث ہے۔ ورنہ تو احمدی کا دعویٰ بھی غیروں کے دعوے کی طرح ہی ہو گا کہ ہم قرآن کو عزت دیتے ہیں۔ اس لیے ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ صرف دعویٰ تو نہیں؟ اور دیکھے کہ حقیقت میں وہ قرآن کو عزت دیتا ہے؟ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا اور قرآن کو عزت دینا یہی ہے کہ اس کے سب حکموں پر عمل کیا جائے۔ قرآن کی عزت یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض لوگ شیلفوں میں اپنے گھروں میں خوبصورت کپڑوں میں لپیٹ کر قرآن کریم رکھ لیتے ہیں اور صبح اٹھ کر ماتھے سے لگا کر پیار کر لیا اور کافی ہو گیا اور جو برکتیں حاصل ہونی تھیں ہو گئیں۔" (17 ستمبر 2004)

قرآن کریم کو چھوڑ کر کامیابی ناممکن اور محال ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا ﷺ کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کیے تھے پورے ہو گئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 409 الحکم 31 جنوری 1901ء)

قرآن کریم پڑھنے والے کی مثال

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس

کی خوشبو کوئی نہیں۔اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتاہے اس خوشبو دار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑواہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رآئی بقراۃ القرآن او تاکل بہ، او فجر بہ)

کیسی خوبصورت مثال ہے کہ ایسا پھل جس کا مزا بھی اچھا ہے جب انسان کوئی مزیدار چیز کھاتا ہے تو پھر دوبارہ کھانے کی بھی خواہش ہوتی ہے تو قرآن کریم کو جو اس طرح پڑھے گا کہ اس کو سمجھ آ رہی ہو گی اس کو سمجھنے سے ایک قسم کا مزا بھی آ رہا ہو گا اور جب اس پر عمل کر رہا ہو گا تو اس کی خوشبو بھی ہر طرف پھیلا رہا ہو گا۔ اس کے احکام کی خوبصورتی ہر ایک کو ایسے شخص میں نظر آ رہی ہو گی۔

قرآن کریم نجات کا شفا بخش نسخہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکموں میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ اور حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا **اَلْخَیْرُکُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ**۔ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔“یہی بتائے گا کہ تمہارے میں ایمان کیسا تھا؟ تصدیق کرے گا یا جھٹلائے گا۔ فرمایا:”اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔“ (کوئی کتاب ایسی نہیں جو تمہیں ہدایت دے جب تک قرآن میں سے نہیں گزرو گے۔ جب تک اس میں قرآن کریم کی تعلیمات کا ذکر نہیں ہو گا) فرمایا:”خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مُضغہ کی طرح ہوتی“(بڑے گندے لوتھڑے کی طرح ہوتی)”قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔“

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیغام کو ان درد سے بھرے الفاظ کو سمجھتے ہوئے قرآنِ کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت کی خدمت قرآن

(بینا امتہ الباسط چوہدری - مجلس بیت النصر)

دین اسلام کی اصل بنیاد قرآن کریم کی تعلیمات پر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام اور انسانیت کے لیے ہدایت اور راہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے- قرآن کریم کا بابرکت نزول آنحضرت ﷺ پر 23 سال کے عرصہ میں مکمل ہوا اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے خلفاءراشدین نے قرآن کی تعلیم کو پھیلانے کے لیے بھرپور کوشش کی-احادیث میں موجود پیشگوئیوں کے مطابق بعد میں آنے والے مسلمانوں نے نہ صرف قرآن کی تعلیم کو بھلا دیا بلکہ اس کو محض ایک سجاوٹ کی چیز بنا دیا علماء سوء نے تو قرآن کریم کی پاک تعلیم کو اس طرح بگاڑ کر اور توڑ مروڑ کر پیش کرنا شروع کر دیا کہ غیر تو غیر مسلمان بھی اصل تعلیم سے غافل اور بدگمان ہوتے چلے گئے- ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف قرآن کی اصل تعلیم اور تفسیر مسلمانوں میں پھیلانے کا بیڑہ اٹھایا بلکہ غیر مسلموں میں بھی اس بابرکت اور خوبصورت تعلیم کو پھیلایا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء نے اس مشن کو جاری رکھا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”پس خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف وحقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقّہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت ان پر پوری کرے۔“ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 596 حاشیہ)

اللہ تعالیٰ نے خلفائے احمدیت کو اپنی طرف سے قرآن کریم کا حقیقی اور گہرا علم عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے عشق قرآن اور فہم قرآن کے بارہ میں **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:** **ماانست فی قلب احد محبۃ القرآن کما اری قلبہ مملوء بمودۃ الفرقان-**
ترجمہ: میں نے کسی کے دل میں اس طرح قرآن کریم کی محبت نہیں پائی جس طرح آپ کا دل فرقانِ حمید کی محبت سے لبریز ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 586)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”ہمارا اصل پروگرام وہی ہے جو قرآن کریم میں ہے۔ لجنہ اماء اللہ ہو، مجلس انصار اللہ ہو خدام الاحمدیہ ہو، نیشنل لیگ ہو، غرض یہ کہ کوئی بھی انجمن ہو۔ اس کا پروگرام قرآن کریم ہی ہے۔ (مشعل راہ جلد 1 صفحہ 10)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایک رؤیا کا ذکر فرماتے ہیں ”رؤیا میں میں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا میں نے دیکھا کہ میرا دل ایک کٹورے کی طرح ہے جیسے مراد آبادی کٹورے ہوتے ہیں۔ اس کو کسی نے ٹھکورا ہے جس سے ٹن ٹن کی آواز نکل رہی ہے اور جوں جوں وہ آواز دھیمی ہوتی جاتی ہے مادے کی شکل میں منتقل ہوتی جاتی ہے۔ ہوتے ہوتے اس میں ایک میدان بن گیا۔ اس میں سے مجھے ایک تصویر سی نظر آئی جو فرشتہ معلوم ہونے لگا۔ میں اس میدان میں کھڑا ہو گیا، اس فرشتے نے مجھے بلایا اور کہا کیا میں تم کو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤں؟ میں نے کہا، سکھاؤ، اس نے سکھانا شروع کی۔ سکھاتے سکھاتے جب إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ:5) پر پہنچا تو کہنے لگا تمام مفسرین میں سے کسی نے اس سے آگے کی تفسیر نہیں لکھی سارے کے سارے یہاں آکر رک گئے ہیں لیکن میں تمہیں اگلی تفسیر بھی سکھاتا ہوں چنانچہ اس نے ساری سکھائی۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں نے اس بات پر غور کیا اس کا کیا مطلب ہے کہ تمام مفسرین نے إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ تک کی تفسیر کی ہے آگے کسی نے نہیں کی؟ اس کے متعلق میرے دل میں یہ تعبیر ڈالی گئی کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ تک تو بندے کا کام ہے جو اس جگہ آکر ختم ہو جاتا ہے آگے اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (الفاتحہ:6) سے خدا کا کام شروع ہو جاتا ہے تو تمام مفسرین کے اس حصہ کی تفسیر نہ لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس حصہ کی تفسیر تو کر سکتا ہے جو انسانوں سے متعلق ہے اور جن کاموں کو انسان کرتا ہے ان کو بیان کر سکتا ہے مگر اس حصہ کی تفسیر کرنا اس کی طاقت سے باہر ہے جس کا ذکر خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔“
(رؤیا و کشوف سیدنا محمودؓ صفحہ 6-7)

مولانا ظفر علی خان اپنے ساتھیوں کو مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں: کان کھول کر سن لو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟ (ایک خوفناک سازش از مولانا مظہر علی اظہر صفحہ: 196)

خلفائے احمدیت کی ایک بہت بڑی خدمت قرآن یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور راہنمائی کے مطابق دنیا کے سامنے قرآن کریم کو ایک زندہ کتاب کے طور پر پیش فرمایا۔ قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کے ثبوت کے طور پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وجود کو پیش کیا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی علم غیب کی خبروں کو اور روحانی میدان میں مقابلہ کے لیے دیگر مذاہب کو بلایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اب میں اس علمی تحفہ کے پیش کرنے کے علاوہ دنیا کے تمام مذاہب کے راستی پسند لوگوں سے کہتا ہوں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ قرآن کریم بھی ہر زمانے میں پھل دیتا ہے اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں پر اللہ تعالیٰ اپنا تازہ الہام نازل کرتا ہے اور ان کے ہاتھ پر اپنی قدرتوں کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ پس علمی غور و فکر کے علاوہ اس مشاہدہ کے ذریعے صداقت معلوم کی جاسکتی ہے۔ اگر مسیحی پوپ یا اپنے آرچ بشپوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ میرے مقابل پر اپنے پر نازل ہونے والا تازہ کلام پیش کریں جو خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم غیب پر مشتمل ہو تو دنیا کو سچائی کے معلوم کرنے میں کس قدر سہولت ہو جائے گی اور پوپ اور پادری جو مسیحؑ کی صلح کی پالیسی کو ترک کر کے عیسائی خدا کو صلیبی جنگوں پر اکساتے رہتے ہیں کیا وہ آج اس روحانی جنگ کے لیے اپنے آپ کو پیش نہیں کر سکتے۔ (خطاباتِ طاہر، خطابات قبل از خلافت صفحہ:190-191)

قرآن کریم کی تعلیم کا ہر دَور میں قابل عمل ہونے اور اس کے نیک اثرات تاقیامت جاری رہنے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واقفات نو کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”دوسرا اصول جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی بابرکت شکل میں ہمیں ہمیشہ قابلِ عمل رہنے والی تعلیم عطا فرمائی ہے۔ قرآن کریم کا ہر ایک حکم فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قرآن مجید چونکہ چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا اس لیے یہ دورِ حاضر کی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتا یا یہ کہ قرآن صرف پرانے زمانے کے لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا تھا۔ قرآن کریم کا ہر لفظ آج بھی اسی طرح قابل عمل ہے جیسا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا۔ یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ قرآن عربوں پر نازل ہوا تھا اس لیے یہ صرف عربوں کے لیے ہے۔ جیسے قرآن کریم کی تعلیم عربوں کے لیے ہے ویسے ہی یہ یورپ میں رہنے والوں کے لیے بھی ہے اور امریکہ کے اور ایشیا کے اور افریقہ کے اور دنیا کے تمام علاقوں کے باشندوں کے لیے بھی ہے۔ قرآن کریم دورِ حاضر میں بھی اسی طرح موزوں (relevant) اور قابل عمل ہے جس طرح 1400 سال قبل کے زمانہ کے لیے تھا۔ پس تمام واقفاتِ نَو کو اس بات کا خیال بھی اپنے ذہنوں سے نکال دینا چاہیے کہ اسلام پرانی طرز کا مذہب ہے یا کسی بھی طرح فرسودہ ہے۔ اسلام جس طرح گزشتہ زمانہ کا مذہب ہے اسی طرح حال اور مستقبل کا بھی مذہب ہے اور قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ پس اسلام کو کیسی ہی تنقید اور اعتراض کا نشانہ کیوں نہ بنایا جائے اس کی وجہ سے آپ کبھی اپنے عقیدہ کے بارہ میں احساس کمتری یا شرمندگی کا شکار نہ ہوں۔ کوئی بھی ایسا اعتراض یا تنقید نہیں جس کا جواب نہ دیا جاسکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام پر کیے جانے والے ہر اعتراض کا جواب قرآنِ کریم میں ہی مہیا کر رکھا ہے، چاہے وہ غیر مسلموں کی طرف سے ہوں یا لامذہب لوگوں کی طرف سے۔ (خطاب سالانہ اجتماع واقفات نو، فرمودہ 6/ اپریل 2019ء۔ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 10/ مئی 2019ء صفحہ 24)

خلفائے احمدیت نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جانے والی اس تعلیم کی خوبصورتی کو نہ صرف دنیا کے سامنے پیش کیا بلکہ اس راہنما کتاب سے دنیا کے مسائل کے حل بتا کے اس کو زندہ اور جاوید اور قابل عمل تعلیم ثابت کیا۔ قرآن کریم کی پاک تعلیم کو ہر عام و خاص کے لیے آسان اور قابل سمجھ بنانے کے لیے **دروس القرآن** کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا مقصد ہی گویا قرآن کریم پڑھنا اور پڑھانا تھا۔ آپ نے اپنی زندگی کے اخیر تک درس القرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قرآن کریم کی معرکۃ الآرا تفسیر کے ذریعہ علم کا ایسا بیبہا خزانہ جماعت کے لیے چھوڑا ہے جو ترسی ہوئی روحوں کے سیر اب ہونے کا ذریعہ ہے۔ درس و تدریس کو اوڑھنا اور بچھونا بنائے رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے درس القرآن رمضان مجالس عرفان اور ترجمۃ القرآن کلاسز میں قرآن کریم پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات اور قرآنی تعلیمات کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ قرآن کریم پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات اور اسی طرح موجودہ دَور کے مسائل اور ان کا حل بیان فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دروس القران رمضان المبارک ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ خدمت قرآن کا ایک بہت بڑا پہلو قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے اس کے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کروانا، انہیں شائع کرنا اور ان علاقوں میں پھیلانا بھی ہے۔ یہ کام خلفائے احمدیت کے دور میں کماحقہ پورا ہوا اور پورا ہو رہا ہے۔ اور جس طرح سے قرآن کی اصل تعلیم اشاعت اور تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کے دور میں ہوا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہی وہ حقیقی جماعت جس کو خدا تعالیٰ نے اسلام کی اصل تعلیم کو پھیلانے کے لیے منتخب کیا ہے۔

اللہ

تم ہی میرے مالک، تم ہی میرے مولیٰ، مشکل کشا ہو
کٹھن ہیں یہ راہیں بہت زندگی کی، تم ہی آسرا ہو

جو گھیرے ہوں سائے مایوسیوں کے
تو تم آس کا ایک روشن دِیا ہو

گناہوں کی آتش میں جھلسی ہے دنیا
ہو چھاؤں گھنی تم، ٹھنڈی صبا ہو

بہت جاں گسل ہے دکھوں کی یہ آندھی
ہو زخموں کی مرہم، دکھوں کی دوا ہو

مشکل گھڑی میں تجھے ہی پکاروں
مجھے ہے یقیں تم سمیعُ الدُّعا ہو

جھکی ہو میری روح تیرے آستاں پر
دل میں وفا اور لب پہ دعا ہو

فنا ہوں یہ سارے بُت خواہشوں کے
نہ دُوجا کوئی دل میں تیرے سوا ہو

تقویٰ کی راہوں پہ ہر دَم چلوں میں
نہ سَرزد کبھی مجھ سے کوئی خطا ہو

میں مجبور و بے بس، گُنہ گار بندہ
ہو رحماں ولی تم، ربُّ الوریٰ ہو

تم ہی میرے مالک، تم ہی میرے مولیٰ، تم ہی آسرا ہو

(عفیفہ نجم)

قرآن کریم کی پیشگوئیاں

(سعیدہ نعیم ۔ مجلس بیت النصر)

پیش گوئی ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ تمام سابقہ کتب اور قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہے کہ پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہوتا۔ قرآن کریم پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے اور قیامت تک اور اس کے بعد تک کی پیشگوئیاں اس میں موجود ہیں۔ اور ضروری نہیں ہوتا کہ نبی کی زندگی میں ساری پیش گوئیاں پوری ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ترجمہ: اور اگر ہم (انذار) میں سے کچھ دکھادیں جس سے ہم انہیں ڈرایا کرتے تھے یا تجھے وفات دے دیں تو (بہر حال) ہماری طرف ہی ان کو لوٹ کر آنا ہے۔ پھر اللہ ہی اس کا گواہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔ (سورۃ یونس آیت 47)

ایٹمی جنگوں کی پیش گوئی

ایٹمی تباہی سے متعلق پیش گوئی اس زمانہ میں کی گئی جب ایٹمی دھماکے کا تصور بھی نہ تھا۔ (سورۃ الھمزہ آیت 2 تا 10) ترجمہ: ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کے لئے جس نے مال جمع کیا اور اس کا شمار کرتا رہا وہ گمان کیا کرتا تھا کہ اس کا مال اسے دوام بخش دے خبر دار! وہ ضرور حطمہ میں گرایا جائے گا اور تجھے کیا بتائے کہ حطمہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی جو دلوں پر لپکے گی۔ یقیناً وہ ان کے خلاف بند رکھی گئی ہے۔ ایسے ستونوں میں جو کھینچ کر لمبے کیے گئے ہیں۔ یہ مختصر سی سورۃ حیرت انگیز پیشگوئیوں کا مجموعہ ہے جن کا اس زمانہ میں کوئی تصور تک نہیں کر سکتا تھا۔

سورۃ الرحمٰن آیت 36 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ: تم دونوں پر آگ کے شعلے برسائے جائیں گے اور ایک طرح کا دھواں بھی پس تم دونوں بدلہ نہ لے سکو گے (حاشیہ) خلانورد سائنس دان جب راکٹوں میں بیٹھ کر سمائے ارض کو عبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اُن پر اسی طرح شعلوں اور ایک طرح کے دھوئیں کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ اسی طرح سورۃ الرحمٰن آیت 38 ترجمہ (: پس جب آسمان پھٹ جائے گا اور رنگے ہوئے چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا) اس آیت میں علم فلکیات کی غیر معمولی ترقی اور خوفناک جنگوں کی طرف بھی اشارہ ہے سورۃ الرحمٰن آیت 40 ترجمہ اُس دن جن وانس میں سے کوئی اپنی لغزش کے بارہ میں پوچھا نہیں جائے گا۔ حاشیہَ اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اس روز جن وانس سے ان کی لغزشوں کے بارہ میں کوئی سوال نہیں کیا جائے گا قیامت کے دن مجرم اپنی علامتوں سے ہی پہچانے جائیں گے اس لئے سوال کی ضرورت نہیں رہے گی۔ دنیا کی عالمگیر جنگوں میں بھی نہ بڑے لوگ چھوٹوں سے کوئی سوال کرتے ہیں نہ اشتراکی قومیں بڑی سرمایہ دار قوموں سے کوئی سوال کرتی ہیں۔

سورۃ الدخان میں خدا تعالیٰ ایک ایسے مہلک بادل کا ذکر فرماتا ہے جو تباہ کن چمکدار دھوئیں پر مشتمل ہو گا۔ ترجمہ َپس انتظار کر اس دن کا جب آسمان ایک واضح دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ ایک بہت دردناک عذاب ہو گا۔ انسان یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ کس تفصیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایسی تمام پیشگوئیوں کی خبر آنحضرت ﷺ کو پہلے سے دے دی تھی لیکن تاہم بنی نوع انسان کو ان پیشگوئیوں کے ظہور کے لے ایک ہزار سال سے بھی زیادہ انتظار کرنا پڑا اوران واقعات کا ظہور موجودہ ایٹمی دَور میں ہی ممکن ہوا۔

یاجوج ماجوج کا غلبہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (سورۃ الکھف آیت 95)

ترجمہ: انھوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج یقیناً اس ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں۔ پس کیا ہم (لوگ) آپ کے لے کچھ خراج اس شرط پر مقرر کر دیں کہ آپ ہمارے درمیان اوران کے درمیان ایک روک بنا دیں۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ یاجوج ماجوج کے پھیلنے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ (سورۃ انبیاء آیت 97 – 98) ترجمہ: یعنی جب یاجوج ماجوج کی روک کو ہم دُور کر دیں گے اور وہ سمندر کی لہروں پر سے تیزی سے سفر کرتے ہوئے سب دنیا میں پھیل جائیں گے اس کے بعد ہمارا وعدہ ان کی تباہی کے متعلق پورا ہو گا۔ اور عذاب آئے گا تب وہ حیران ہو کر کہیں گے کہ ہمیں تو اس عذاب کا خیال تک نہ تھا اور ہم تو دنیا پر ظلم کرتے رہے اور اب ہماری تباہی میں کیا شک ہے۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج مشرق کی طرف کسی دیوار میں سے نہیں بلکہ سمندر کے راستہ سے آئیں گے۔ اوران کا سمندروں پر قبضہ ہو گا اور سمندروں پر ان کے جہاز چلیں گے۔ اوراسی طرح ہوا۔ یہ اقوام مشرق میں پھیلیں اور سمندری سفر جس طرح ان کے زمانہ میں ترقی ہوئی اس کی نظیر نہیں ملتی۔

فلسطین پر یہود قابض ہونے کی پیشگوئی

سورۃ بنی اسرائیل آیت 105 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ موعود سرزمین میں سکونت اختیار کرو۔ پس جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تمہیں پھر اکٹھا کر کے لے آئیں گے۔ اس سے مراد مصر کی سرزمین نہیں۔ کیونکہ مصر میں تو وہ آباد نہیں ہوئے اس سے مراد ملک کنعان ہے یعنی وہ ملک جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ گویا الارض سے مراد معہود ذہنی ہے۔ رسول کریم کو موسیٰ علیہ السلام پر یہ فضیلت ہے کہ ان کو جو جگہ ملی وہ مصر کے قائم مقام تھی مصر نہیں ملا۔ رسول کریم کو عین وہ جگہ ملی جو آپ کا وطن تھا۔ اور پھر دشمنوں کے ملک بھی ہاتھ آئے فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ یعنی اب تم کنعان جاؤ گے لیکن ایک وقت کے بعد تمھیں وہاں سے نکلنا پڑے گا پھر خدا تعالیٰ تم کو واپس لائے گا پھر تم نافرمانی کرو گے اور دوسری دفعہ عذاب آئے گا اس کے بعد تم جلاوطن رہو گے۔ یہاں تک کہ تمھاری مثیل قوم کے متعلق جو دوسری تباہی کی خبر ہے اس کا وقت آجائے گا۔ اس وقت پھر تم کو مختلف ملکوں سے اکٹھا کر کے ارض مقدس میں واپس لایا جائے گا۔

سرسبز درختوں کو آگ لگنا

اللہ تعالیٰ سورۃ یٰس میں فرماتا ہے: الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنۡتُمۡ مِّنۡہُ تُوۡقِدُوۡنَ۔

ترجمہ: وہ جس نے سرسبز درختوں سے تمہارے لیے آگ بنادی۔ پس تم انہی میں سے بعض کو جلانے لگے۔ اس آیت میں جو سرسبز درخت سے آگ نکالنے کا جو مفہوم بیان کیا گیا ہے اس سے لوگ سمجھتے ہیں کے سبز درخت جب خشک ہو جاتا ہے تو پھر اس سے آگ پیدا ہوتی ہے یہ مضمون اپنی جگہ درست ہے لیکن واقعہ سرسبز درختوں سے بھی جبکہ وہ سرسبز ہوں آگ پیدا ہوسکتی ہے اور ہوتی رہتی ہے چنانچہ علم نباتات کے ماہرین بتاتے ہیں کہ چیڑ کے درختوں کے پتے جب تیز ہواؤں میں ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں تو اس مسلسل عمل کے نتیجہ میں ان میں آگ لگ جاتی ہے اور بہت بڑے جنگل میں اس آگ کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں۔ (الفضل انٹرنیشنل 16 دسمبر 2021)

جینٹک انجینئرنگ

اللہ تعالیٰ سورۃ النسا آیت 120 میں فرماتا ہے۔

ترجمہ: اور میں ضرور ان کو گمراہ کروں گا اور ضرور انھیں اُمیدیں دلاؤں گا اور ضرور انھیں حکم دوں گا تو وہ ضرور مویشیوں کے کانوں پر زخم لگائیں گے اور میں ضرور انھیں حکم دوں گا تو وہ ضرور اللہ کی تخلیق میں تغیر کر دیں گے اور جس نے بھی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا تو وہ یقیناً اس نے کھلا کھلا نقصان اُٹھایا۔ حاشیہ اس آیت کریمہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے۔ وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ (سورۃ التکویر) اور جب جانیں جسموں سے ملائی جائیں۔ یہ جو ڈاکٹر پیوند کاری کرتے ہیں آپریشن ہوتے ہیں۔ دل گردہ آنکھ سب تبدیل ہوتا ہے اور مصنوعی طریقے سے بچے کی پیدائش۔

فرعون کی لاش

سورۃ یونس آیت 93 ترجمہ: پس آج کے دن ہم تجھے تیرے بدن کے ساتھ نجات بخشیں گے تاکہ تو اپنے بعد آنے والوں کے لیے ایک عبرت بن جائے حال یہ ہے کہ انسانوں میں سے اکثر یقیناً ہمارے نشانات سے بالکل غافل ہیں۔ حاشیہ: یہ آیت کریمہ بھی ثابت کرتی ہے کہ قرآن مجید عالم الغیب کی طرف سے نازل ہوا ہے کیونکہ رسول اللہ کے زمانہ میں فرعون کی لاش کا کوئی اشارۃ بھی ذکر موجود نہیں تھا۔ لیکن فی زمانہ حضرت موسیٰ کے مقابل پر آنے والے فرعون کی لاش کو آثار قدیمہ والوں نے تلاش کر لیا ہے اس لاش سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرعون غرق ہونے کے باوجود مرنے سے پہلے نکال لیا گیا تھا اور اس کے بعد تقریباً ساٹھ سال تک یہ معذور اپنے بستر پر پڑا رہا گویا کل اُس نے نوے سال عمر پائی۔

چڑیا گھروں کی پیش گوئی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ (سورۃ التکویر آیت 6)

ترجمہ: یہ بھی ایک زبردست پیش گوئی ہے جو موجودزمانہ میں پوری ہوئی۔ آجکل چڑیاگھروں میں جس قدر جانور جمع کئے گئے ہیں اس کی مثال پہلے زمانوں میں نہیں ملتی کوئی ملک ایسانہیں جہاں کوئی چڑیاگھر اوراس میں وحشی جانوروں کو اکٹھا نہ کیا گیاہو۔

پریس اور کُتب کی پیشگوئی

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ(سورۃ التکویر آیت 11)

ترجمہ: کتابیں پھیلا دی جائیں گی۔ یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ لائیبریریاں کھل گئی جہاں لوگ آتے اور کتابیں پڑھتے ہیں۔ اور گھر کتاب لے کر جانے کی سہولت ہوگئی اور پھر سواری کی آسانی کی وجہ سے کتابیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانی آسان ہوگئیں۔ بڑی بڑی پرانی لائیبریریاں آثار قدیمہ والوں نے نکالکر رکھ دی ہیں بخت نصر کی لائیبریری جو اینٹوں پر لکھی ہوئی تھی وہ سب کی سب نکال لی گئی ہے۔ اوراس طرح مردہ صحیفوں کو بھی زندہ کر دیا۔ اوراب جیسے سوشل میڈیاکے ذریعے لوگوں کے۔ راز کھلیں گے۔ اورزمینیں عدالتیں لگیں گی۔

بحری جہازوں اور نہروں کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔ **وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ** (سورۃ التکویر آیت 7) جب دریاؤں کے پانیوں کو) نکال کر دوسری طرف بہایاجائے گا۔ دریاؤں کو پھاڑنا دوطرح ہوسکتاہے۔ ایک اس طرح کے اس کا پانی کسی اور طرف لے جایاجائے۔ اوردوسرے اس میں کوئی اورپانی ملاکر بڑھادیا جائے دونوں نظارے آج کل دُنیامیں نظر آتے ہیں۔ جیسے پانامہ کے ذریعے سے دوسمندروں کو ملادیا گیا۔

ہوائی جہاز کی پیش گوئی

اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔ **وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ** (سورۃ التکویر آیت 5)

ترجمہ: اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑدی جائیں گی۔ اونٹ کو بے کار کرنے والی سواریاں نکل آئیں گی جس سے اونٹنیوں کی قیمت بھی کم ہوجائے گی۔ یایہ کہ اس قدر تیز سواریاں نکل آئیں گی جیسے بحری جہاز، ریل، موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ۔ اوران ایجادات کی وجہ سے اب اونٹوں پر سفر نہیں کیاجاتا۔

وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ (سورۃ التکویر آیت:4) ترجمہ: اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

پہاڑسے مرادزلزلے بھی ہیں اوربڑی بڑی حکومتیں بھی ہیں۔ روس کی حکومت ختم ہوئی، اور برطانیہ بھی سمٹ کے ایک ملک تک آگیااورزلزلے بھی بہت آئے۔

(ماخوذازترجمہ قرآن پاک از خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ایڈیشن 2010)

قرآنی حدود وتعزیرات

(سعدیہ جاوید - مجلس بیت النصر)

قرآن کریم خدا تعالیٰ کی الہامی کتاب ہے جو انسان کو رموز زندگی سکھا کر انسانیت کی معراج تک پہنچاتی ہے۔ میانہ روی کی تعلیم اور حقوق و فرائض کا حسین امتزاج ہے درگذر کا حکم بھی صرف اسی حد تک ہے کہ برائی اور اخلاقی انحطاط نہ شروع ہو جائے یا کہیں ایسی برائیاں اور بدیاں جنم لینے اور پھلنے پھولنے نہ لگیں جس سے معاشرہ کا امن وسکون تباہ ہو جائے۔ آج بھی اگر قرآن کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

شرعی سزائیں، شرعی قوانین، حدود وتعزیرات، بظاہر سننے میں بہت سخت محسوس ہوتے ہیں سننے میں یوں لگتا ہے کہ نہ معلوم کن کن اور کس کس بات پر شرعی سزائیں ہوں گی، کہیں زندگی گذارنا مشکل تو نہیں ہو گا؟ یا شائد سارا قرآن کریم سزاؤں سے بھرا ہے۔ شرعی قوانین اور شریعت کی اصطلاح کی غلط تشریحات نے لوگوں کے ذہنوں میں غلط فہمیاں پیدا کر دیں ہیں کہ قرآن کریم میں سزائیں بہت ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ کی رحمت او بخشش کا ذکر ہے۔ توبہ قبول کرنے کی خوش خبری بھی ہے۔ آج کے اس مضمون میں ان امور کی وضاحت کی کوشش کی جائے گی کہ قرآن کریم میں کن جرائم پر سزا ہے اور کیوں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ قرآن کریم کا دائمی اصول یہ ہے کہ کسی بھی جرم کی سزا اس کے جرم سے بڑی نہیں ہو گی۔ جتنا جرم کوئی کرتا ہے اس کی سزا بھی اتنی ہی ہے ہر حکم کے پیچھے اس کی حکمتیں ہیں اور ان کو سمجھنا ضروری ہے۔

قرآن کریم میں جن جرائم پر سزا کا حکم ہے اس مضمون میں ان کو بیان کیا جائے گا۔

چوری کی سزا (سورت المائدہ آیت:39)

اور چور مرد اور چور عورت سو دونوں کے ہاتھ کاٹ دو اس جزا کے طور پر جو انہوں نے کمایا (یہ) اللہ کی طرف سے بطور عبرت (ہے) اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

السارق والسارقۃ: مرد ہو یا عورت ایسے پیشہ وروں کے ہاتھ کاٹ ڈالو (حقائق الفرقان جلد دوم ص 101) یعنی عادی چور کا ذکر ہے نہ کہ اگر کوئی ایک دفعہ چوری کر لے یا کھانے پینے کی کوئی چیز چوری کرے یا کھالے تو وہ عادی چور نہیں کہلاتا۔ چور وہ ہے جو بار بار اس کا مرتکب ہو اور اس کی حرکت کی وجہ سے اس کو بحیثیت ایک چور کے اس پر مقدمہ درج کر کے اسے عدالت میں پیش کیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: ”اگر اتفاقی طور پر چوری کرتا ہے یا ایک دفعہ چوری کرتا ہے تو قرآن کریم کی رو سے اس پر مقدمہ درج نہیں کیا جا سکتا۔ پہلے ثابت کیا جائے کہ یہ عادی چور تھا۔ یہ سزا عادی چور کے لیے بھی بہت سخت ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ ہاتھ کمائی کی خاطر خدا نے محنت کے طور پر دئے ہیں۔ اس کے ذریعہ اقتصادی پہیہ بھی چلتا ہے اور انسان کی معیشت کے سامان بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ان ہاتھوں کو اگر معیشت کو قتل کرنے کے لیے استعمال کیا جائے تو ساری معیشت کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔۔۔ حقیت یہ ہی ہے کہ جہاں چوری بڑھے گی وہاں کی اقتصادیات برباد ہو گی۔ ہمارے سامنے ہی اس کی کئی مثالیں موجود ہیں جن ممالک اور جگہوں میں ایسے لوگ موجود ہیں وہاں عوام اور حکومتوں کے اموال کھالیے جاتے ہیں اور اپنے ذاتی استعمال میں آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ملک شدید بدنظمی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ چوریاں بہت گہرا اثر ڈال چکی ہیں مشرق کی اقتصادیات پر۔ اور مغرب میں بھی شروع ہو چکیں ہیں اور دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ اور ان کی اقتصادیات کو اسکا نقصان پہنچا بھی ہے اور مزید پہنچے گا تو اگر عادی چور ہو تو اس کو یہ سزا مل جائے تو ساری سوسائٹی میں ارد گرد ایسا پیغام ہے جو ہلا کر رکھ دے گا۔“ (ترجمۃ القرآن کلاس (1995/07/06

قتل کی حرمت، قصاص، دیت، برابر کا بدلہ

قتل کی حرمت (سورت بنی اسرائیل 34)

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا "جس جان کو (مارنا) اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اسے (شرعی) حق کے سوا قتل نہ کرو اور جو شخص مظلوم مارا جائے اس کے وارث کو ہم نے (قصاص) کا اختیار دیا ہے۔ پس اس کے لیے ہدایت ہے کہ وہ (قاتل) کو قتل کرنے میں (ہماری مقرر کردہ) حد سے آگے نہ بڑھے (اگر وہ حد کے اندر رہے گا) تو یقیناً (ہماری) مدد اس کے شامل حال ہو گی۔

یہ یاد رہے کہ قاتل یا مجرم کو سزا دینا عامۃ الناس کی ذمہ داری نہیں ہے یا کسی ایک شخص کی۔ بلکہ یہ کام حکومت یا قضا کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی قاتل کو قتل کرنا ضروری ہے؟ یا قتل کی سزا عمر قید ہی ہونی چاہیے؟ اس پر مختلف بحثیں اکثر سننے میں آتی رہتی ہیں۔ اس آیت کی تشریح کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اگر قتل کی سزا عمر قید ہی ہے اور ایک بھیانک قتل کرتا ہے تو اسے پتہ ہے کہ میں مروں گا نہیں۔ اور یہ بھی امکانات ہیں کہ میں آزاد ہو جاؤں گا، تو قتل کو ایک سہارا ملتا ہے اور قتلوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اس زمانے کی بہ نسبت جس میں قتل کی سزا موت ہوتی تھی (ترجمۃ القرآن کلاس 05/08/1996)

قصاص (سورت البقرہ :179)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کر دیا گیا ہے۔ آزاد کا بدلہ آزاد، غلام کا بدلہ غلام کے برابر اور عورت کا بدلہ عورت کے برابر لیا جائے اور جسے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے تو پھر معروف طریق کی پیروی اور احسان کے ساتھ اس کی ادائیگی ہونی چاہیے، یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت اور رحمت ہے پس جو بھی اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تشریح کے بارے میں فرماتے ہیں "درحقیقت یہ ہی وہ آیت ہے جس میں قتل کی سزا کے متعلق اسلامی تعلیم بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ قتل کی سزا قتل ہے، اس آیت کے سوا قتل عمد کی دنیاوی سزا کا ذکر قرآن کریم کی کسی اور آیت میں نہیں ہے۔ پس یہ ہی آیت ہے جس پر اسلامی فقہ کی بنیاد ہے۔ اور ایک مسلمان اور غیر مسلمان میں کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا۔۔۔ تم پر قصاص فرض ہے اس جگہ "تم" سے صرف حکام مراد ہیں، جو لا اینڈ آڈر یعنی نظم وضبط کے ذمہ دار ہوتے ہیں عام لوگ مراد نہیں۔ حکام کا فرض ہے کہ وہ قصاص لیں، حکام کو یہ اختیار نہیں کہ وہ معاف کر دیں۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ :358)

برابر کا بدلہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "عربوں میں بعض خاندانوں کو بڑا سمجھا جاتا تھا اور بعض کو چھوٹا اور بعض کو غلام، اور جب کسی سے کوئی جرم سرزد ہوتا تو وہ لوگ یہ دیکھا کرتے تھے کہ آیا مجرم غلام ہے یا آزاد۔۔۔ اعلیٰ خاندان سے ہے یا ادنیٰ خاندان سے اور سزا میں ان تمام امور کو ملحوظ رکھا جاتا تھا اور آزاد مردوں اور عورتوں کو وہ سزائیں نہ دی جاتیں جو غلام مردوں اور عورتوں کو دی جاتیں تھیں، اسلام نے یہ عام حکم دے دیا تھا کہ ہر ایک شخص جو قتل کیا جائے اس کا قاتل قتل ہو۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ :361)

معاف کرنے کا اختیار: "معاف کرنے کا حق صرف مقتول کے ورثاء کو ہے۔ اگر مقتول کے ورثا احسان کے طور پر قاتل کو معاف کر دیں تو حکومت کو ان کی خواہش کا احترام کرنا چاہیے۔۔۔ اسلام نے مظلوم کو یا بصورت مقتول کے ورثاء کو مجرم کو معاف کر دینے کی اجازت تو دی ہے مگر ساتھ ہی حکومت کو یہ اختیار بھی دیا ہے کہ اگر وہ محسوس کرے کہ مظلوم کم فہم ہے یا ظالم کو معاف کر دینے سے اس کی دلیری اور شوخیاں اور بھی بڑھ جائیں گی یا مقتول کے ولی اپنے نفع نقصان کو یا پبلک کے نفع نقصان کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے یا خود شریک جرم ہیں تو اس صورت میں باوجود ان کے معاف کر دینے کے خود مجرم کو سزا دے اس سے بہتر اور کونسی تجویز دنیا میں امن اور صلح کے قیام کی ہو سکتی ہے۔" (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ :362:363)

دیت ادا کرنا (سورت النساء آیت 93)

"اور (طے شدہ) دیت اس کے اہل کو ادا کرنا ہوگی سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کے متعلق فرمایا" دنیا کے اقتصادی حالات بدلتے رہتے ہیں اور قرآن کریم کی تعلیم عالمی ہے اور قرآن کریم نے گنجائش رکھی ہے کہ مالی اقدار اکو سامنے رکھ کر فیصلے کیے جائیں، اور دنیا کے بدلتے ہوئے اقتصادی حالات کے مطابق، اور دنیا میں قیامت تک کے لیے ان واقعات کے رونما ہونے کے نتیجہ میں، اقتصادی حالات کے مختلف ہونے کے نتیجہ میں فیصلہ وقت کے فقہا اور اہل علم اور حکومتوں کے ہاتھوں میں ہو گا، یہ فیصلہ مخلف ملکوں میں مختلف بھی ہو سکتا ہے، روح کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ (درس القرآن 28/12/1998)

محاربہ: ملک میں فساد و بدامنی کے مرتکب کو حسب حالات قتل، صلیب، جلاوطنی یا ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

"یقیناً ان لوگوں کی جزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہے کہ انہیں سختی سے قتل کیا جائے یا دار پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دئے جائیں یا انہیں دیس نکالا دے دیا جائے۔ یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت اور رسوائی کا سامان ہے اور آخرت میں تو ان کے لیے بڑا عذاب (مقدر) ہے یعنی ایسے جرائم کے مرتکب ہوں جس سے معاشرہ کا امن و سکون تباہ ہو جائے، ملک میں فتنہ پھیل جائے، ملکی قوانین کو بار بار توڑتے ہیں۔" (سورت المائدہ:34)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں" آیت میں ذکر فسادیوں کا، فتنہ پردازوں کا، باغیوں کا اور جنہوں نے زمین میں ہر طرف گند پھیلایا ہو اور چاہتے ہیں کہ زمین فساد سے بھر جائے، عام حدود سے تجاوز کر جائیں، معاملات سنگین ہو جائیں، ان کے متعلق حکم ہے کہ ان کو بہت سخت سزائیں دی جائیں جو دنیا کے لیے عبرت بن جائیں، ان سزاؤں میں وہ بھی ہیں جو پرانے زمانے میں دی جاتی تھیں بعض سخت قسم کے مجرموں کو دی جاتی تھیں، اس فساد میں زنا بالجبر شامل ہو سکتا ہے، ایسا زنا جس میں ایک عورت پر ظالمانہ حملہ ہوا ہے جس نے اس کو ہمیشہ کے لیے ناکارہ بنا کر چھوڑ دیا ہے، ایک معصوم بچی کے ساتھ ایسی حرکت کی جاتی ہے، اس لیے یہ وہ آیت ہے جس میں سارے امکانات کھلے رکھ دیے گئے ہیں اور سوسائٹی کو حق دیا گیا ہے کہ اگر تم جرم کی نوعیت عام جرم سے بڑھ کر پاؤ اور نہایت خبیث لوگوں سے واسطہ ہو تو یہ سزائیں جاری کر سکتے ہو۔" (درس القرآن:14/02/1996)

Gay Movement (سورت النساء آیت:17,16)

"اور تمہاری عورتوں سے میں سے وہ جو بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں ان پر اپنے میں سے چار گواہ بنالو۔ پس اگر وہ گواہی دیں تو ان کو گھروں میں روک رکھو یہاں تک کہ ان کو موت آجائے یا ان کے لیے اللہ کوئی (اور) رستہ نکال دے، اور تم میں سے وہ دو مرد جو اس (بے حیائی) کے مرتکب ہوئے ہوں انہیں (بدنی) سزا دو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو ان سے اعراض کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔"

درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ 14/02/1996 "آج کل (Gay Movement) ہے اس کا تعلق اس سے ہے۔ دونوں آیات واضح طور پر اس سے تعلق رکھتی ہوی معلوم ہوتی ہیں۔ عورتیں عورتوں کے ساتھ اور مرد مردوں کے ساتھ بے حیائی کریں۔ یہ ذکر قرآن کریم میں حضرت لوط کی قوم کے حوالے سے موجود ہے۔ اس لیے سوال یہ تھا کہ آئندہ آنے والے زمانوں میں ایک خطرناک رجحان بن سکتا تھا یا بنتا تھا۔"

آیت 16 سزا کیا ہے؟ عمر قید ہے اور گھر میں قید ہے۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ عورت پر تو بہت سختی ہے کہ خاوند کو اجازت دے دی کہ ان کو گھروں میں قید رکھیں۔ یہاں شوہر مراد نہیں ہے، قضا مراد ہے، جب عورت پر ایسے سنگین الزامات لگیں تو ان پر چار گواہ کر لو، جب کہ مردوں کے متعلق چار گواہ کی بات نہیں ہو رہی، یہ عورتوں کی عصمت کی حفاظت اور ان کو جھوٹے الزام سے بچانے کے لیے ہے۔ کیونکہ عورتیں بعض دفعہ کسی وجہ سے جھوٹا الزام باندھ دیا کرتی ہیں، وہ بھی بااعتبار ہوں، اگر ثابت ہو جائے اس صورت میں سزا کیا ہے۔ اگر قومی فیصلہ ہے تو جیل میں نہیں بھیجنا۔ یہ بھی عورت کے حق میں ہے، ایسا جرم قرار نہیں دیا جس کے نتیجہ میں طلاق ہو جائے اور مردوں کو یہ اجازت نہیں دی کہ ان کو گھروں سے نکال پھینک دیں، اپنے گھروں میں بند رکھنے سے قید مراد نہیں ہے۔ تالا لگا کر کسی کمرے میں بند کرنا ہرگز مراد نہیں ہے اور پابندی سے مراد ہے کہ بغیر اجازت باہر نہ جائیں، کسی کے ساتھ

جائیں باہر نکلنا منع نہیں ہے، اپنے خاوند کے ساتھ جائیں یا کسی اقرباء کے ساتھ جائیں جو قابل اعتماد ہو اللہ تعالیٰ کوئی راہ نکال دے، کون سے رستے ہیں، خاوند فوت ہو جائے، اگر کنواری ہے تو شادی ہو جائے یا عمر رسیدہ ہو جائیں۔

آیت 17 سوال یہ ہے کہ مردوں پر کیوں یہ پابندی نہیں ہے۔ فرق واضح ہے کہ قرآن کریم مردوں پر ذمہ داری ڈالتا ہے گھر کو چلانے کی، یا خاندان کی ضروریات پوری کرنے کی اگر مردوں کو قید کر دیا جاتا تو ان کے گھر کیسے چلتے، یہ بہت ہی پر حکمت کلام ہے، اب بدنی سزا دی ہے لیکن بدنی سزا میں 80 کوڑے نہیں فرمایا، مگر حسب حالات ہو سکتی ہے، ایسی پابندیاں بھی لگائی جا سکتی ہیں جو ان کو تکلیف پہنچائیں۔ سزا اس کو ملے گی جو پکڑے گئے ہیں، اس کے بعد اگر وہ توبہ کر لیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ اپنی اصلاح کریں گے تو ان سے اعراض کرو۔ بعض ایسے نوجوان ہو سکتے ہیں جو عادی مجرم نہ ہوں اور بیوقوفیوں میں غلطیاں کر رہے ہوں تو ان کے متعلق نسبتاً نرم رویہ اختیار کرنے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن جو عادی ہیں اور معاشرہ کو خراب کرتے ہیں تو ان کو ہر دفعہ بدنی سزا دی جائے گی۔ (درس القرآن 14/02/1996)

زنا (سورت نور آیت:3)

"زانیہ عورت اور زانی مرد (اگر ان پر الزام ثابت ہو جائے) تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہو تو اللہ کے حکم کو بجا لانے میں ان دونوں قسم کے مجرموں کے متعلق تمہیں رحم نہ آئے اور چاہیے کہ ان دونوں کی سزا کو مومنوں کی ایک جماعت مشاہدہ کرے۔"

اس آیت کریمہ میں جن احکامات کا ذکر ہے وہ اس طرح سے ہیں۔

سزا

اگر کسی کی نسبت زنا کا جرم ان شرائط کے ساتھ ثابت ہو جائے جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے تو اس کی سزا سو کوڑے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے: "صرف جلد کو تکلیف پہنچے ہڈی کے ٹوٹنے یا اس کو نقصان پہنچنے کا کوئی ڈر نہ ہو۔ اور نہ ایسا ہونا چاہیے کہ اس کی ضرب سے موت وارد ہونے کا کوئی امکان ہو۔" (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ:257)

رحم کا عنصر غالب نہ ہو

"وہ سزائیں جو قوانین شریعت کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے دی جائیں ان میں رحم کرنا جائز نہیں ہوتا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا اسی صورت میں آتی ہے جب کہ بندہ اس کا مستحق ہو جاتا ہے۔" (تفسیر کبیر صفحہ:258 جلد6)

حد سر عام ہو، مومنوں کی جماعت مشاہدہ کرے: قرآن فحشا اور بے حیائی کی اشاعت، اس کی تشہیر اور پھیلانے کو پسند نہیں کرتا۔ اور اسی وجہ سے اس کا حکم دیا گیا ہے۔

لونڈی یا قیدی کی سزا: (سورت نساء آیت:26) "یعنی جب وہ عورتیں جو آزاد نہ ہوں دوسروں کے نکاح میں آ جائیں تو اگر وہ کسی قسم کی بے حیائی کی مرتکب ہوں تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی نسبت نصف ہو گی۔" (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ:249)

الزام لگانے کی سزا: (سورت نور آیت:5) "جو لوگ پاک دامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں۔ پھر چار گواہ مہیا نہیں کرتے تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور یہ ہی لوگ ہیں جو بد کردار ہیں۔" حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "فقہاء نے بحث کی ہے کہ گو یہاں محصنات کا لفظ استعمال کیا گیا محصنین کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا مگر اس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔" (تفسیر کبیر جلد6 صفحہ:261)

نوٹ: زنا کے متعلق مزید تفصیل کے لیے دیکھیں۔ الفضل انٹرنیشنل 20/02/2022

دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ 218، ایڈیشن 2003.)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

؎ دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

(از درثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اگر جنت میں بھی مجھے کچھ مانگنے کا اختیار ہو تو میں قرآن مانگوں گا۔"

(تذکرۃ المہدی جلد صفحہ: 246)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

؎ ایمان مجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے قربان جاؤں تیرے قرآن مجھ کو دے دے

(از کلام محمود)

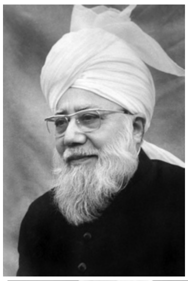

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بڑا نہ چھوٹا، نہ مرد نہ عورت، نہ جوان نہ بچہ، کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔"

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 298)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"مکمل قرآن حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ احمدیوں کو قرآن کی مختلف چھوٹی چھوٹی سورتوں اور منتخب آیات کے حفظ کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی تا کہ نماز کے دوران قرآن کے مختلف حصوں کی تلاوت کی جاسکے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 7 جون 1996ء)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لیے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے، اپنے بچوں کو پڑھائیں، انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔"

(الفضل 7 فروری 2006)

قرآن مجید

قرآن مجید کے 540 رکوع،114 سورتیں اور30 پارے ہیں۔ سورہ فاتحہ کو قرآن پاک کا دل کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ کے 99صفاتی نام آئے ہیں۔ قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت سورۃ الکوثراورسب سے بڑی سورۃ البقرہ ہے۔ سورہ الرحمٰن کوزینت القرآن کہاجاتاہے۔ قرآن پاک میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا حرف الف اور سب سے کم استعمال ہونے والا حرف ظ۔ سورۃ الفاتحہ ام الکتاب ہے۔ قرآن مجید میں پہلا سجدہ نویں پارہ میں ہے۔ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر25 بارآیاہے جبکہ نام، احمد ایک بارآیاہے۔ بسم اللہ قرآن مجید کی کنجی ہے۔ سورہ التوبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے جبکہ سورہ النّمل میں دومرتبہ آئی ہے۔ قرآن مجید سب سے پہلے اونٹ کی کھال پر تحریر کیا گیا۔

(ثمینہ حفیظ، مجلس بیت النصر)

اللہ میاں کا خط میرے نام

قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا — قرآن دل کی قوت قرآن ہے سہارا

اللہ میاں کا خط ہے جو میرے نام آیا — استانی جی پڑھاؤ جلدی مجھے سپارا

پہلے تو ناظرے سے آنکھیں کروں گی روشن — پھر ترجمہ سکھانا جب پڑھ چکوں میں سارا

مطلب نہ آئے جب تک کیوں کر عمل ہے ممکن — بے ترجمے کے ہرگز اپنا نہیں گزارا

یارب تو رحم کرکے ہم کو سکھادے قرآں — ہر دکھ کی یہ دوا ہو ہر درد کا ہو چارا

دل میں ہو میرے ایماں سینے میں نور فرقاں — بن جاؤں پھر تو سچ مچ میں آسماں کا تارا

عیسیٰ مسیح آئے ایمان ساتھ لائے — قرآن گمشدہ بھی نازل ہوا دوبارہ

اب وقت آگیاہے اسلام کا ہو غلبہ — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضارا

(از بخار دل صفحہ 52)

کھجور سنت بھی صحت بھی

(ڈاکٹر نبیلہ انور ۔ مجلس نتیدال)

یہ ایک قسم کا پھل ہے جسے اردو میں ''کھجور''، عربی میں ''نخل یا رطب''، فارسی میں خرما اور انگریزی میں ''Date'' کہا جاتا ہے۔ کھجور ایک بہت ہی مفید پھل ہے۔ اسے اگر سکھا لیا جائے تو اس حالت کو ''چھوہارہ'' کہتے ہیں۔ عراق کی کھجور سب سے اچھی تصور کی جاتی ہے۔ کھجور کی تاثیر گرم ہوتی ہے۔ یہ زیادہ تر مصر اور خلیج فارس کے علاقہ میں پائی جاتی ہے۔ دنیا کی سب سے اعلیٰ کھجور ''عجوہ'' ہے جو سعودی عرب کے شہر مدینہ منوّرہ اور اس کے قرب و جوار میں پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم اور دیگر مقدس کتابوں یعنی توریت اور انجیل میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر بیس بار آیا ہے۔ یہ ایک ایسا درخت ہے جس کا ایک بھی حصہ ضائع نہیں جاتا۔ پھل بصورت خوراک اور دوا اور اس کی گٹھلی بھی بغرض دوا استعمال ہوتی ہے اور کھجور کے پتوں سے جائے نماز، چٹائیاں، ٹوکریاں اور دستی پنکھے روٹی اور دیگر سامان رکھنے کے لیے چھابے گھریلو استعمال اور نمائش کی اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔ کھجور کی گوند آنتوں، گردہ اور پیشاپ کی نالیوں کی سوزش کے لیے بہت مفید ہے۔ مسلمان کے حوالہ سے کھجور کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں اس کا استعمال بہت بڑھ جاتا ہے کیونکہ تمام مسلمان ہی افطاری میں نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہیں۔ اس کا استعمال کرتے ہیں یہ سنت رسول ہی نہیں ہے بلکہ اس کے طبی فوائد بھی ہیں۔ کھجور کو ہمیشہ ہی طاقتور پھل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے کیوں کہ اس میں موجود قدرتی اجزاء ذہنی اور جسمانی کمزوریوں کے خلاف مضبوط ڈھال بن جاتے ہیں۔ طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ کھجور میں آئرن، کیلشیم، فاسفورس اور پوٹاشیم وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ کھجور ایک مکمل غذا کا درجہ رکھتی ہے جس میں ہمارے جسم کو جن اجزاء کی ضرورت ہوتی ہے وہ تمام وافر مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ رمضان میں کھجور کا استعمال اس کی افادیت کا منہ بولتا ثبوت کہ جب دن بھر کے فاقہ کے بعد انسان کی توانائی میں کمی واقع ہو جاتی ہے تو افطاری میں ایسی مکمل اور زود ہضم غذا کی ہی ضرورت ہوتی ہے۔ تو ایسی صورت حال میں کھجور کا کوئی متبادل نہیں ہے۔ کھجور صالح خون پیدا کرتی ہے اور جسم کو طاقت دیتی ہے اسی طرح معدہ، جگر اور گردوں کے علاوہ اعصاب کو بھی تحریک دیتی ہے۔ ایسے افراد جن کا درجہ حرارت کمزوری کی وجہ سے کم ہو ان کے درجہ حرارت میں اضافہ میں مفید ہوتی ہے۔ جگر میں اس کا کردار بھی بہت اہم ہے۔ انسانی جسم میں موجود زہریلے اجزاء کو نکالتی ہے اور جسم کو فربہ کرتی ہے۔ سردی کے امراض مثلاً رعشہ، فالج، لقوہ، درد سینہ، کھانسی، نزلہ زکام، بخار اور نمونیہ اور سینہ میں بلغم کے کے لیے بہت ہی مفید ہے۔ انتڑیوں کو ملائم کر کے اجابت کو آسان بناتی ہے۔ زچگی کے بعد ہونے والے ضعف کو دور کرنے میں مثالی کردار ادا کرتی ہے۔ جوڑوں کے درد اور جوڑوں کی سختی اور کمر کے درد کو دور کرتی ہے۔ تازہ دودھ، پنیر اور مکھن کے ساتھ کھانے سے رنگت خوب نکھر جاتی ہے۔ کھجور منہ کی بدبو دور کرتی ہے کھجور کی گٹھلی کو کوٹ کر اس کا جوشاندہ بنا کر پینے سے خونی بواسیر اور سیلان الرحم دور ہو جاتا ہے۔ جسم میں موجود پتھریوں کو توڑ توڑ کر جسم سے نکال دیتا ہے۔ گٹھلی کو جوش دے کر پینے سے اسہال رک جاتے ہیں۔ گٹھلی جلا کر اور دھو کر اس کا باریک سفوف بنا کر زخموں پر لگانے سے زخم جلد مندمل ہو جاتے ہیں اور اگر اسی سفوف کو آنکھوں میں لگا دیا جائے تو اس سے بینائی تیز ہو جاتی ہے۔

(روزنامہ بادشمال۔ صفحہ 4۔ 9 اپریل 2016ء)

بکرے کی ران روسٹ

(ہالہ بنت سعد – مجلس Lillestrøm)

اشیاء:

بکرے کی ران – 2kg

دہی – 5 ٹیبل سپون

لہسن اور ادرک تازہ پسا ہوا – 2 ٹیبل سپون

کُٹا ہوا گرم مصالحہ – ½ 1 چائے کا چمچ

لیموں – ایک عدد

لیموں کا رس اور شہد کا محلول – 4 ٹیبل سپون

کُٹی (دادڑی) سرخ مرچ اور نمک – حسب ذائقہ

ترکیب: ران کو ایک بڑی ڈش میں رکھ کر کانٹے کی مدد سے اچھی طرح نشان لگالیں۔ سارے مصالحوں کو ایک برتن میں اچھی طرح سے یکجان کرلیں۔ اب ان مصالحوں کے مرکب کو ران پر اچھی طرح سے لگائیں۔ گوشت کو فرج میں رکھ دیں۔ کانٹے سے نشان لگانے کا عمل چھ سے آٹھ گھنٹوں کے وقفے سے کئی دفعہ دہرائیں۔ خیال رہے گوشت میں ہر طرف برابر سے نشان لگائے جائیں تاکہ مصالحہ برابر سے پیوست ہو۔ گوشت فرج میں دو سے تین دنوں تک رہ سکتا ہے۔ پکانے سے چند گھنٹے قبل گوشت کو فرج سے نکال لیں تاکہ چولہے پر چڑھانے وقت دقت نہ ہو۔ گوشت کو ایک اتنی بڑی دیگچی میں ڈالیں کہ اُلٹنے کے لیے جگہ کافی ہو۔ ڈش میں موجو سارا مصالحہ ران کے ساتھ دیگچی میں نکال لیں۔ دیگچی کو چولہے پر تیز آنچ پر کچھ دیر کے لیے رکھیں تا دیگچی میں کچھ ابال کی سی کیفیت پیدا ہو۔ فوراً چولہا دھیما کردیں تاکہ ران آہستہ آہستہ اپنے پانی میں گلے۔ وقفے وقفے سے ران کو پلٹنا مت بھولیں تاکہ ران برابر سے گلے۔ جب گوشت گل جائے اور پانی خشک ہو جائے تو ران کو ایک ڈش میں نکال لیں۔ لیموں اور شہد کے محلول کا لیپ ران پر لگا کر پہلے 175 ڈگری پر گرم کیے ہوئے اوون میں دس منٹ کے لیے رکھ دیں تاکہ ران کی سطح پر ایک چمکدار تہہ سی بن جائے ران کو پیش کرنے سے پہلے ڈش میں ران کے گرد لیموں کی باریک قاشیں کاٹ کر رکھ دیں۔ گوشت کے باریک قتلے کاٹ کر ہلکا سا تل لیا جائے تو ناشتہ میں سلائس پر بھی رکھ کر کھایا جاسکتا ہے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(آصفہ کوکب – از شعبہ وقفات)

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہاحضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہااور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھوٹی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاسے بڑی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکی ولادت بعثت نبوی سے قبل ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے بھی اپنی والدہ اور بہنوں کے ساتھ ہی رسول کریم ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے اسلام قبول کیا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہاکا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا۔ چنانچہ حضور ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد ابولہب اورام جمیل نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اورعتیبہ کو مجبور کیاکہ چونکہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہااورام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہااب بے دین ہوگئیں ہیں اس لیے تم انہیں طلاق دے دو۔ اس لیے آپ دونوں بہنوں کو رخصتی سے قبل ہی طلاق ہوگئی۔ آنحضور ﷺ کے لیے یہ وقت بہت کٹھن تھاجب آپ ﷺ کی دو بیٹیوں کو طلاق دے دی گئی، قبیلہ والوں نے قطع تعلق کرلیااور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ماننے والوں پرپے درپے مظالم کیے گئے۔ انہی حالات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے حبشہ ہجرت کا حکم ملا۔ حضرت ابو ھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ وحی الٰہی کی بناء پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کومسجد کے دروازے پر ملے اور فرمایا ”اے عثمان! یہ جبرائیل ہے جس نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہاسے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکے مہرکے برابراورانہی جیسی مصاحبت پرکر دیاہے۔“ یوں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکی شادی سن ۳ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہاکی شادی کی تو آپ ﷺ نے حضرت ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہاسے فرمایاکہ میری بیٹی کوتیار کردو اوراسے دلہن بناکر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاؤ۔ اوراس کے آگے دف بجاتی جانا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ نبی اکرم ﷺ شادی کے تیسرے دن ان کے گھر تشریف لے گے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہاسے ان کااوران کے شوہر کاحال پوچھااور فرمایاکہ تونے اپنے شوہر کوکیساپایا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے عرض کی کہ بہترین شوہر۔ تونبی اکرم ﷺ نے فرمایاامر واقعہ یہ ہے کہ تمہارے میاں لوگوں میں سے سب سے زیادہ آپ کے جدامجد ابراہیمؑ اور تمہارے باپ محمد ﷺ سے مماثلت رکھتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شادی کے بعد آنحضور ﷺ کی اس صاحبزادی کا بھی خاص خیال رکھا۔ اوران کے لیے باعزت لباس وطعام کاانتظام کیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جودس سال کی عمرسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر خادم تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہاکو ریشم کی دھاری دارچادر پہنے دیکھا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہانبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ہی شعبان ۹ ہجری میں فوت ہوئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکی نماز جنازہ آنحضرت ﷺ نے خود پڑھائی اور جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہاکو قبر میں اتاراگیاتو آپ ﷺ نے یہ قرآنی آیت تلاوت فرمائی۔ **مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى** (طہٰ:56) یعنی اس سے ہی ہم نے تم کوپیدا کیااوراس میں تمہیں دوبارہ لٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ تمہیں نکالیں گے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکی تدفین مدینہ منورہ میں ہوئی اوروہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکامرقدہے جوغالب قیاس کے مطابق جنت البقیع کے قبرستان میں ہے۔

(اخذ از اہل بیت رسول باب اولاد النبوی)

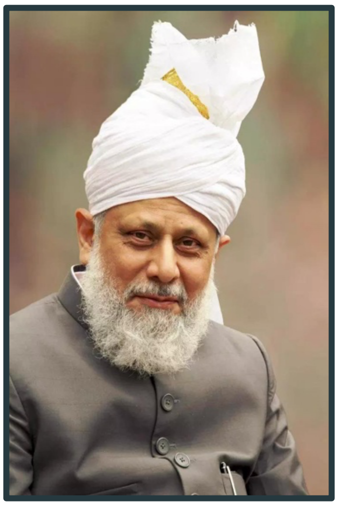

واقفات کارنر

امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفات نو جرمنی کی کلاس بتاریخ 19 جون 2011ء

(نبیلہ چیمہ - از شعبہ واقفات)

قرآنی احکامات کی پابندی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ ساری لجنہ پندرہ سال سے اوپر کی ہیں۔ پندرہ سال سے اوپر جو عمر ہے بڑی میچور عمر ہوتی ہے۔ کچھ دسویں کلاس سے چلی گئی ہوں گی۔ کچھ آبی ٹور abitur کر رہی ہیں۔ کچھ یونیورسٹی چلی گئی ہیں۔ میرا خیال ہے کچھ شادی شدہ بھی ہیں۔ قرآنی احکامات کی باتیں ہو رہی ہیں تو قرآن کے احکامات میں حقوق اللہ اور حقوق العباد، اللہ کے حق اور بندے کے حق خاص طور پر بیان ہوئے ہیں۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:** قرآن کریم میں سات سو حکم ہیں۔ بعض جگہ فرمایا پانچ سو حکم ہیں۔ لیکن اگر تفصیل سے دیکھا جائے تو اس سے بھی زیادہ احکامات ملتے ہیں۔ لیکن بعض احکامات کو ایک جگہ اکٹھا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات سو حکم کہا ہے لیکن قرآن کریم کے بے شمار احکام ہیں۔ اس کے حکموں پہ عمل کرنا ہر ایک کے لیے ضروری ہے۔ مرد ہو یا عورت ہو۔ بعض حکم مردوں اور عورتوں کے لیے کامن ہیں بعض حکم ہیں جو عورتوں کے لیے مخصوص ہیں۔ بعض مردوں کو دیے گئے ہیں۔ قرآن کریم نے نماز روزہ زکوۃ حج اس قسم کی باتیں کی ہیں قربانی کی اور عبادات کی۔ یہ مردوں کے لیے بھی ہیں اور عورتوں کے لیے بھی، لڑکیوں کے لیے بھی بچیوں کے لیے بھی۔ ہر ہوش مند مسلمان کے لیے۔ اور آپ لوگ جو واقفات نو ہیں ان چیزوں پر پابندی تو کرنی ہے۔ اس کے بعض احکامات ہیں وہ دیکھنے ہیں۔

پردے کی اہمیت

مثلاً یورپ میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خاص طور پر پردے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ یہ صرف عورتوں کو، لڑکیوں کو، بچوں کو بعض دفعہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ صرف پردہ کا حکم ہمیں کیوں دیا گیا ہے۔ مردوں کو بھی کوئی حکم ہونا چاہیے پردے کا۔ حالانکہ جہاں اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم دیا وہاں نظریں نیچی رکھنے کا پہلے حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو تا کہ تمہاری حیا ٹپکے۔ اس سے پہلی آیت میں مردوں کے لیے حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو۔ بلاوجہ یونہی دائیں بائیں دیکھتے نہ جاؤ۔ ہر ایک عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو۔ پہلے مرد کو حکم ہے پھر عورت کو حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھے اور اپنی زینت ظاہر نہ کرے۔ پھر آگے اس کی تفصیل ہے کہ اپنے سروں کو ڈھانکو۔ اپنے جو جسم کے اعضا ہیں ایسے ہیں جنہیں پردے کی ضرورت ہے، جن کو مردوں سے چھپانے کی ضرورت ہے ان کو چھپاؤ۔ باہر ایسی زینت ظاہر نہ کرو جو تم اپنے ماں باپ، بھائی اور سگے رشتہ داروں کو دکھاتی ہو۔ تو باپ اور بھائی اور سگے رشتہ داروں میں چہرہ ہی ننگا ہوتا ہے ناباقی ننگ تو ظاہر نہیں ہو رہا ہوتا ہاتھ نظر آرہے ہوتے ہیں۔ یا سر پہ دوپٹہ نہ ہو تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ چہرہ بھی نظر آرہا ہوتا ہے۔ لیکن انسان باقی جسم مکمل طور پر باپ بھائی وغیرہ کے سامنے نہیں کرتا۔ ہر عقلمند انسان ایسا کرتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ جب باہر نکلو تو اس سے بڑھ کر تمہارا پردہ ہونا چاہیے، یہ حکم ہے۔

یادرفتگان

میری پیاری امی جان کی کچھ یادیں

(فریدہ داؤد – مجلس Nittedal)

گھر بنے ان کا الٰہی اعلیٰ علیین میں　　　سایہ فگن روح پر ہوں ہر دم تیری رحمتیں

سمجھ نہی آرہا تھا کہ اس کو عنوان کیا دوں بس جو سمجھ آیا لکھ دیا۔ دنیا میں سبھی کچھ مل جاتا ہے پر مائیں نہیں ملتیں۔ چھن جائیں تو بے لوث دعائیں نہیں ملتیں میری پیاری امی جان 7 جنوری 1945 کو لاہور میں پیدا ہوئیں آپ کا نام والدین نے سعادت بانو رکھا۔ آپ کے والد محترم کا نام قاضی عبدالرحمن اور والدہ کا نام حمیدہ بیگم تھا آپ کی ایک بہن اور دو بھائی تھے آپ کے سب بہن بھائی وفات پا چکے ہیں 1964 کے جلسہ سالانہ پر محترم مولانا جلال الدین شمس صاحب نے آپ کے نکاح کا اعلان کیا اور شادی 16 دسمبر 1965 میں ہوئی آپ قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کی بہو اور قاضی منیر احمد صاحب کی بیوی تھیں آپ کے ولیمہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بنفس نفیس خود تشریف لائے اور دعا کروائی شادی سے پہلے آپ لاہور محلہ مغلپورہ میں رہائش پذیر تھیں لیکن شادی کے بعد آپ ربوہ منتقل ہو گئیں 28 جولائی 1921 کا دن ہم سب بہن بھائیوں کے لئے بہت دُکھ بھرا دن تھا۔ میری پیاری امی جان کی اچانک وفات نا قابل برداشت تھی یوں محسوس ہوا جیسے آسمان ٹوٹ پڑا ہے قیامت برپا ہو گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں صبر کرنے کی توفیق دی ہم نے اپنے آپ کو جھنجوڑا اور بہ جلد خود پر قابو پا لیا اور بے ساختہ منہ سے نکلا۔

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو　　　راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہو

آپ نے اپنے 10 بچوں کی پرورش انتہائی سمجھداری سے کی انہیں دینی اور دُنیاوی تعلیم سے آراستہ کیا وہ خلوص، محبت، اخلاق اور رواداری کا پیکر تھیں۔ ان کی محبت اور خلوص کا اظہار ہر کسی نے کیا جو کوئی بھی ہمیں ملتا یہی کہتا کہ وہ بہت محبت کرنے والی تھیں ہمیں بالکل اپنی ماں جیسی ہی لگتی تھیں ہم سے بہت پیار سے پیش آتی ہمارا منہ چومتی تھیں۔ جی ہاں میری امی جان بالکل ایسی ہی تھی ۔ ساری زندگی اپنی ذات سے کبھی کسی کو دُکھ نہ دیا بچپن سے لے کر آج تک والدہ محترمہ کے ساتھ جو تعلق رہا اس کے اَن مٹ نقوش میرے دل و دماغ پر موجود ہیں۔ میں نے اپنی امّی جان کو کبھی کسی سے بغض یا کینہ رکھتے یا حسد کرت نہ دیکھا۔ جو مل گیا اُسی پر اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کرتیں کبھی کسی سے کوئی شکوہ نہ کرتیں۔ دوسروں کو معاف کر دینا اُن کی طبیعت کا جز تھا بلاشبہ ایک ماں اور اس کی اولاد کا آپس میں جو رشتہ تعلق ہوتا ہے دنیا کا کوئی رشتہ اس کی ہمسری اور برابری نہیں کر سکتا۔ ماں ہی اپنی اولاد کو اپنے مقدّس ہاتھوں سے پروان چڑھاتی ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مجھے محبّت ہے اپنے ہاتھوں کی تمام انگلیوں سے　　　نہ جانے کون سی انگلی پکڑ کے ماں نے چلنا سکھایا ہو گا

انسان تو خطاؤں کا پتلا ہے ہم سے بھی غلطیاں اور کوتاہیاں ہو جایا کرتیں تھیں لیکن آپ بچّوں کی بار بار کی غلطیوں کو اپنی اعلیٰ ظرفی سے در گزر کر

دیتی تھیں۔اس اعلیٰ ظرفی کو اگر دنیا کے کسی رشتے میں تلاش کرنا ہو تو وہ ماں کے سوا اور کوئی نہیں۔میں نے اپنی والدہ کو ایسا ہی پایا کسی دانا کا قول ہے"ماں کی ایک عادت، اللہ سے بہت ملتی ہے کہ دونوں ہی معاف کر دیتے ہیں۔"

وہ میری بدسلوکی پر بھی مجھے دعا دیتی تھی　　　　آغوش میں لے کر سب غم بھلا دیتی تھی

یوں تو سب ہی کو اپنی ماں پیاری لگتی ہے مگر کیا کروں کہ دل دہائی دیتا ہے آپ خاص تھیں بہت خاص میری والدہ کی طبیعت میں عاجزی اس قدر تھی کہ اپنے آپ کو کبھی کچھ نہیں سمجھا وہ بہت مہمان نواز تھیں اور میں نے ساری عمر آپ کو خدمت کرتے دیکھا اور بے لوث خدمت کر کے خوش ہوتے دیکھا کبھی ان کے چہرے پر تھکن کے آثار نہیں دیکھے بے شک خدمت کرنا آپ کا امتیاز تھا اور مزاج کا یہ عالم کہ ماتھے پہ کوئی شکن نہیں سخاوت ایسی کہ جو ہے وہ ہر وقت ہر کسی کو دینے کے لیے تیار رہتی تھیں۔کوئی بھی گھر میں آجاتا تو اُسے عزت سے بٹھاتیں اور بڑے تحمل سے اُس کی بات کو سنتیں اور جہاں تک ہو سکتا تھا ان کی خدمت کرتی تھیں ہمیشہ اپنی تکلیف کو بھول کر دوسروں کے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کرتیں۔پیاری امی جان آپ کی کیا کیا بات یاد کروں آپ تو سلائی کڑھائی کی بھی بہت ماہر تھیں مجھے یاد ہے بچپن میں وہ مجھے اور میری جڑواں بہن کو خود سلائی و کڑھائی کر کے ایک جسے کپڑے پہناتی تھی اور جو کوئی بھی ہمارے کپڑے دیکھتا ان کے کام کی تعریف کرتا تھا۔اپنی سمجھ داری کی وجہ سے بچوں کی ہر جائز خواہش کو پورا کیا کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی میری والدہ صاحبہ کی جب تک صحت رہی ہر عید پہ جب ہم بہن بھائی ان کے گھر اکٹھے ہوتے تو انکی یہی کوشش ہوتی کہ کھانا خود بنائیں ان کا کھانا بہت لذیذ ہوتا تھا وہ اس کام میں بہت مہارت رکھتی تھیں جو کوئی بھی ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھاتا ہمیشہ یاد رکھتا۔وہ سب بچوں کو اکٹھے دیکھ کر بہت خوش ہوتیں اور اس دن خاص چمک ان کے چہرے پر نمایاں ہوتی تھی۔انھوں نے بیٹیوں اور بہوؤں میں کبھی فرق نہیں کیا جو چیز بیٹیوں کے لیے لیتی بہوؤں کے لیے بھی ویسی لیتیں دوران بیماری امّی جان سے جب بھی میری ملاقات ہوتی انہیں میں نے صبر و تحمل سے کام لیتے دیکھا تکلیف کے باوجود کبھی خدا سے شکوہ نہیں کیا بس یہی دعا کرتی کہ اے میرے اللہ مجھے کسی پر بوجھ نہ بنانا اور میرا انجام بخیر کرنا۔وہ اللہ کی رضا میں راضی تھیں۔اپنی آخری بیماری میں جب وہ ہسپتال میں داخل ہوئیں تو خاکسارہ کو امّی جان کی دیکھ بھال کے لیے ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔اس دوران میں نے محسوس کیا کہ آپ اپنی تکلیف کو بھول کر میرا اور نرسوں کا بھی خیال کرتیں ہیں وہ مجھے کہنے لگی کہ اب تم بھی کچھ آرام کر لو تھک گئی ہو گی میں نے ان سے کہا امی جان آپ میری فکر نہ کریں میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے صرف آپ کی فکر ہے آپ جلد ٹھیک ہو جائیں کہنے لگی میں ٹھیک ہوں میری فکر نہ کرو تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے آسانی پیدا کرے۔میری امی جان بہت حساس طبیعت کی مالک تھیں حالانکہ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ مجھے کرونا وائرس ہو گیا ہے تب بھی انہوں نے اپنی پریشانی یا تکلیف کا اظہار بچوں کو نہیں ہونے دیا وہ بہت صابر تھیں۔میری والدہ جرات مندی اور بہادری کی ایک مثال تھیں میرے والد صاحب نے حضرت خلیفہ المسیح الربع مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہنے پر مباہلہ کا چیلنج کا پمفلٹ طبع کیا اور پھر اسے شائع کیا تو اس کے فورا بعد پولیس نے حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ اور میرے والد صاحب پر مقدمہ دائر کر دیا۔پولیس حضور رحمہ اللہ اور میرے والد کو گرفتار کرنے کے لیے جگہ جگہ چھاپے مارتی اور بار بار ہمارے گھر آکر میری والدہ کو دھمکیاں دیتی کہ قاضی صاحب کو باہر نکالو وہ کہاں چھپا بیٹھا ہے ورنہ ہم تمہارے گھر کو آگ لگا دیں گے کیونکہ قاضی صاحب نے مباہلہ کے چیلنج کو شائع کر کے سارے ملک میں آگ لگا دی ہے جس پر میری والدہ صاحبہ نے انہیں بڑی جرات مندی اور بہادری سے جواب دیا کہ اگر تم میں ہمت ہے تو میرے گھر کو آگ لگا کر دکھاؤ، میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ وہ

گھر پر نہیں ہیں تب اس کے بعد پولیس والے واپس چلے گئے لیکن پھر بھی اکثر وہ چھاپے مارتے رہتے تھے لیکن میری والدہ صاحبہ نے ہر بار ان کا مقابلہ جرات مندی اور دلیری سے کیا۔ان کی ذات سے جڑا یہ واقعہ میں کبھی نہیں بھول سکتی میری امی جان کو جماعت اور خلافت سے سچی اطاعت اور محبت تھی۔بچوں کو آخری وقت تک یہی نصحیت کرتی رہیں کہ ہمیشہ جماعت سے وابستہ رہنا،جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔ان کی وفات والے دن جب میں ان کے پاس تھی توانہوں نے مجھے بھی یہی تلقین کی،اس رات جب میں ان کے ساتھ تھی تو مجھے اپنی ایک خواب کے بارے میں بتایا کہ جب تمہارے ابو جان جیل میں تھے تو پریشانی کی حالت میں نماز میں اپنے اللہ تعالیٰ سے میں نے دعا کی پھر مجھے خواب میں اللہ تعالیٰ نے ایک انگوٹھی دی جس پر (الیس اللہ بکاف عبدہ) لکھا ہوا تھا آپ فرمایا کرتی تھیں اس دن سے اللہ تعالیٰ نے مجھے کبھی اکیلا نہیں چھوڑا اور میرے دل سے ہر قسم کا خوف ختم ہو گیا، آپ نے مجھے یہ بھی بتایا اللہ تعالیٰ کا خاص فضل مجھ پر رہا کہ اس نے میری جیب کبھی خالی نہیں ہونے دی۔میں نے اپنی امی جان کو تسلی دیتے ہوئے کہا امی جان آپ کی خواب تو بہت اچھی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے وہ کبھی بھی آپ کو اکیلا نہیں چھوڑے گا اور ہر آن آپ کی مدد کرتا رہے گا دعا کرتی رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے اور آپ کے لئے آسانیاں پیدا کرے تو وہ بولیں خدا تو میرے ساتھ ہے ہی مگر اس کے فرشتے بھی میرے ساتھ ہیں۔انہیں اپنے خدا پر بہت یقین اور بھروسہ تھا اور یہ آخری دم تک رہا اور واقعی یہ حقیقت ہے ان کے ساتھ خدا کا معاملہ ایسا ہی تھا۔آپ اپنے غریب رشتہ داروں کے علاوہ بہت سے لوگوں کی مدد کرتی تھیں جن کا ہمیں پتہ بھی نہیں تھا ان کی وفات کے بعد ہمیں بہت سے لوگوں کے تعزیتی خط موصول ہوئے اپنا ہو یا غیر ہر ایک سے بہت محبت سے پیش آتی تھیں انہیں جیسے ہی کسی ضرورت مند کا پتہ چلتا فوراً ان کی مدد کرتیں تھیں۔وہ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ کا بہت شکر اور احسان ہے کہ ہم ناروے میں رہتے ہیں اور اللہ کا دیا ہمارے پاس سب کچھ ہے ان کو جتنے بھی پیسے ملتے جماعتی چندہ جات ادا کرنے کے بعد باقی رشتے داروں اور ضرورتمندوں کو دے دیتی تھیں ان کی انہی دونوں صفتوں کا اظہار اپنے ہوں یا غیر سب نے کیا۔وہ اکثر نظمیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشعار پڑھا کرتی تھیں، قرآن کریم کی بھی کافی سورتیں آپ کو زبانی یاد تھیں۔وہ ہر وقت دعاؤں میں مصروف رہتیں اپنے آخری وقت میں بھی اپنے اللہ سے ہاتھ اٹھا کر اپنی بخشش کے لیے دعائیں کرتی رہیں اور ہم آمین آمین کہتے رہے وفات کے وقت ان کی تقریباً ساری اولاد ان کے پاس موجود تھی اور انہیں اس بات کا علم تھا وہ آخری وقت تک اپنے ہوش وحواس میں رہیں اور اپنے بچوں سے باتیں کرتی رہی اور انہیں تسلی دیتی رہی اور کہا غم نہ کرنا اور رونا مت بس اللہ کی رضا میں راضی رہنا۔بہت سی دعاؤں اور غمزدہ دل کے ساتھ ہم سب نے اپنی پیاری امی جان کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا ہم صرف انہیں اللہ کے حضور جاتے دیکھتے رہے اور سورۃ یاسین پڑھتے رہے۔آخری وقت میں وہ بالکل پرسکون تھی کسی قسم کا کوئی خوف تھا نہ کوئی تکلیف تھی۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن** ہم تو اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔آپکی نماز جنازہ غیب حضرت خلیفہ المسیح الخامس نے اسلام آباد لندن میں پڑھائی اور ہمیں تعزیت کا خط بھی لکھا، آپ موصیہ تھیں اور مقبرہ موصیان ناروے میں مدفون ہوئیں۔یہ دُنیا عارضی ہے اور ہر چیز کو فنا ہے ایک دن ہمیں بھی وہیں جانا ہے۔اللہ ربّ العزت سے دعا ہے کہ میری والدہ کو غریقِ رحمت کرے اور ان کی قبر کو جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے اٰمین۔ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اٰمین۔میری پیاری امی جان اب ہم میں موجود نہیں لیکن ان کی یاد ہمیشہ ہمارے دلوں میں زندہ رہے گی اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اٰمین۔اُن کی اولاد کو ہمیشہ اُن کی نیکیوں کو جاری رکھنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

بُلانے والا ہے سب سے پیارا　　　اُسی پہ اے دل! تُو جاں فدا کر

کوئز خطبات جمعہ اگست تا ستمبر 2022ء سوالات اور صحیح جواب اور صحیح جواب دینے مجالس کی ممبرات کی تعداد

خطبہ جمعہ 5 اگست 2022ء

1۔ خطبہ جمعہ 5 اگست کا حضور انور نے کس موضوع پر ارشاد فرمایا؟

جلسہ سالانہ کے شاملین کو نصائح پر

2۔ دنیا کی کوشش ہوتی ہے کے انھیں رضاکارانہ کام کرنے والے ملیں لیکن جماعت احمدیہ کی تاریخ اسکے برعکس مثال پیش کرتی ہے

اتنے کام کرنیوالے آجاتے ہیں کے انتظامیہ کو مشکل پیش آتی ہے

3۔ حضور انور نے کارکنوں کو مخاطب کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

مسیح موعود کے مہمانوں کی خدمت اس احساس سے کریں کے ہمیں اسکا بدلہ اپنے افسروں یا کسی مہمان سے نہیں لینا

خطبہ جمعہ 12 اگست 2022ء

4۔ کتنے ممالک بذریعہ انتظام لائیو سٹریم UK جلسہ میں شامل ہوئے؟

53 ممالک

5۔ جلسے کے اختتام پر کیمرون کی ایک خاتون نے MTA کی تعریف کرتے ہوئے کہا کے MTA صرف ایک چینل نہیں ہے بلکہ۔

ایک اسکول اور یونیورسٹی ہے

6۔ یمن سے ایک خاتون نے جلسے کی کاروائی دیکھ کر کیا کہا؟

اسلام کا سورج ہم پر دوبارہ طلوع ہوا ہ

خطبہ جمعہ 19 اگست 2022ء

7۔ کس صحابی رسول ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کی خدمات میں حاضر ہو کر عرض کیا۔اے خلیفہ رسول ﷺ کیا آپ شام لشکر کشی کا سوچ رہے ہیں؟

حضرت شرجیلؓ بن حسنہ

8۔ حضرت ابو بکرؓ نے کس صحابی رسول ﷺ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ "اے لوگوں اپنے رومی دشمن سے جنگ کے لئے بطرف شام نکلو؟

حضرت بلال ؓ

9۔ ملک شام کی فتوحات کے سلسلے میں حضرت ابو بکرؓ کب ایک لشکر حضرت خالد بن سعیدؓ کی سربراہی میں روانہ کیا؟

13 ہجری

خطبہ جمعہ 26 اگست 2022ء

10۔ شام کی طرف بھیجے جانے والے لشکروں میں سے چوتھا لشکر کس کی قیادت میں روانہ ہوا؟

حضرت عمرو بن عاص ؓ

11۔ شاہ روم ہرقل نے مسلموں سے جنگ کرنے کے لئے کس جگہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا؟

انطاکیہ

12۔ حضرت ابو بکرؓ حضرت ہاشم بن عتبہ کی سربراہی میں کتنے صحابہ کا لشکر حضرت ابو عبیدہ کی مدد کے لئے بھیجا؟

ایک ہزار صحابہ

RESULTAT August 2022: 30/55 hadde alle svar riktig

Nordstrand: 1	Nor: 1	Ullensaker: 1
Bait un Nassr: 1	Nittedal: 1	Kristiansand: 4
Nordre Follo: 13	Fredrikstad: 8	

خطبہ جمعہ 2 ستمبر 2022ء

1۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے رومی لشکر سے مقابلہ کے لئے کس کو بھیجا؟

حضرت ضرار بن ازورؓ

2۔ مسلمانوں کی فوج سے الگ رومی لشکر پر حملہ کرنیوالے میں سے کون تھا؟

حضرت خولہ بنت ازورؓ

3۔ کس کی سربراہی میں مسلمانوں کا ایک لشکر حضرت ضرارؓ کی رہائی کے لئے روانہ ہوا؟

حضرت رافعؓ

خطبہ جمعہ 9 ستمبر 2022ء

4۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنی علالت میں کن دو صحابہؓ سے حضرت عمرؓ کے بابت مشورہ کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عثمانؓ

5۔ حضرت ابو بکرؓ کی کونسی بیوی کی وفات پر حضور ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی؟

حضرت اُمّ رومان بنت عامر

6۔ حضرت ابو بکرؓ نے سب سے پہلے بیت المال کہاں قائم کیا؟

وادیٔ ثناء

خطبہ جمعہ 16 ستمبر 2022ء

7۔ ذمی کون لوگ تھے؟

جو اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کر کے اپنے مذہب پر قائم رہے

8۔ ذمی لوگوں سے کتنا جزیہ وصول کیا جاتا تھا؟

4 درہم فی کس سالانہ

9۔ جمع قرآن کا پس منظر کیا تھا؟

جنگ یمامہ میں حافظ کی شہادت

خطبہ جمعہ 23 ستمبر 2022ء

10۔ جنگ احد کے بعد کتنے صحابہ کرامؓ کی جماعت کو آنحضور ﷺ نے مشرکین کے پیچھے بھیجا؟

70 صحابہ

11۔ کس جگہ کا مال آنے پر حضرت ابو بکرؓ نے اعلان فرمایا کہ "جس شخص سے حضور ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو وہ ہمارے پاس آئے؟

Bahrain

12۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کس کے گھر جانے کے لئے کہا؟

حضرت اُم ایمن

خطبہ جمعہ 30 ستمبر 2022ء

13۔ حضور انور نے 30 ستمبر کا خطبہ امریکہ کے کس شہر سے ارشاد فرمایا؟

Zion

14۔ اس شہر میں مسجد بنانے کی کیا خاص وجہ ہے؟

یہ شہر ایک مخالف اسلام کا آباد کیا ہوا ہے

15۔ حضور نے اس مسجد کا کیا نام تجویز فرمایا؟

مسجد فتح عظیم

RESULTAT September 2022 : 46/79 hadde alle svar riktig

Nordre Follo: 12	Fredrikstad: 7	Nasr: 2
Nor: 1	Ullensaker: 11	
Nittedal: 10	Kristiansand: 3	

ناصرات کارنر

یاد رکھنے کی باتیں

قرآن مجید

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

قرآن کامل کتاب ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔

لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ﴿۸۰﴾

قرآن کی حقیقت کو وہی لوگ پاتے ہیں جو پاک ہوتے ہیں۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۵﴾

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنا کرو اور چپ رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى

اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ

بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

ظَهِيْرًا ﴿۸۹﴾

تو انہیں کہہ دے کہ اگر تمام انسان بھی اور جن بھی اس قرآن جیسی کتاب لانے کے لیے جمع ہو جائیں تو پھر بھی وہ اس جیسی کتاب نہیں لا سکیں گے۔ خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۰﴾

اس ذکر یعنی قرآن کریم کو ہم نے ہی اتارا ہے اور یقینا ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

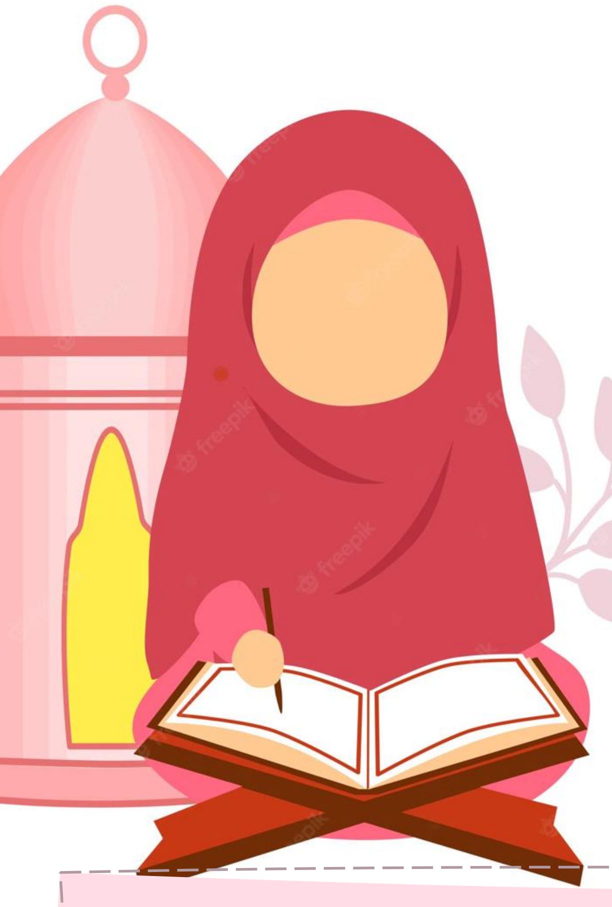

حدیث

خَیرُکُم من تعلَّمَ القرآنَ وعلَّمَهُ

تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔

فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"قرآن جو اہرات کی تھیلی ہے۔"(الحکم)

"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے"(کشتی نوح)
"قرآن مجید کے انواروبرکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں"(الحکم)

"جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے"

سورہ الفاتحہ

یہ مکی سورہ ہے اور بسم اللہ سمت اس کی سات آیات ہیں۔ یہ سورہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ سورۃ الفاتحہ کو ام الکتاب بھی کہتے ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن کریم کے مضامین نکلتے ہیں۔ اس سورہ میں عقائد کا ذ کر ہے۔

اس سورہ میں اللہ کے چار صفاتی نام ہیں

۱۔ رب العالمین تمام جہانوں کا پالنے والا
۲۔ الرحمٰن بن مانگنے دینے والا
۳۔ الرحیم بار بار رحم کرنے والا
۴۔ مالک یوم الدین جزاسزا کے دن کا مالک

یہ سورۃ مومن اور کافر میں فرق بتاتی ہے اور دل کو کھولتی ہے اسلئے اس سورہ کو بہت پڑھنا چاہیے اور اس پر غور کرنا چاہیے۔

سورہ الفاتحہ ایک معجزہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاص طور پر اس سورہ کی تفسیر کا علم دیا گیا اور حضور انور نے اس کی تفسیر عربی میں کی۔

Skrevet av Palwasha Ahmad, Ullensaker

قرآن کی اہمیت

قرآن سب سے اچھا، قرآن سب سے پیارا۔
قرآن پاک اللہ کی کتاب ہے جو ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔ قرآن پاک رمضان کے

بابرکت مہینہ میں نازل ہونا شروع ہوا اور 23 سال میں مکمل ہوا۔
قرآن ایک مکمل اور جامع کتاب ہے۔
اللہ تعالی سورہ واقعہ میں فرماتا ہے ’’ کوئی اسے چُھو نہیں سکتا سوائے پاک کیے ہوئے لوگوں کے۔‘‘
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن والےاھل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: "کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کےماتحت چلتے، قرآن کو چھوڑکر کامیابی ایک نا ممکن اور مشکل امر ہے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کو پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔
آمین
دلیشہ فرخ

قرآن پاک

قرآن پاک میں 114 سورتیں ہیں۔ قرآن پاک کے نازل ہونے میں 23 سال لگے۔ قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال تھی۔ سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت’’ پڑھ اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا‘‘۔
رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ہم سب برکات حاصل کرنے کے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ قرآن کا نزول اسی مہینے میں شروع ہوا تھا۔ کچھ لوگ اس بات سے بھی واقف ہوں گے کہ حضرت جبرائیل ہر رمضان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کے نازل کردہ حصوں کو دہرایا کرتے تھے، سوائے آخری سال کہ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت ملی کہ اس سال قرآن مکمل ہوگیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دی گئی کہ: " آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے " (5:4)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایات کے مطابق ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آخری سال رمضان المبارک میں جبرائیل علیہ السلام نے دو مرتبہ قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ کے ساتھ دہرایا ۔
(شمائلہ انور)

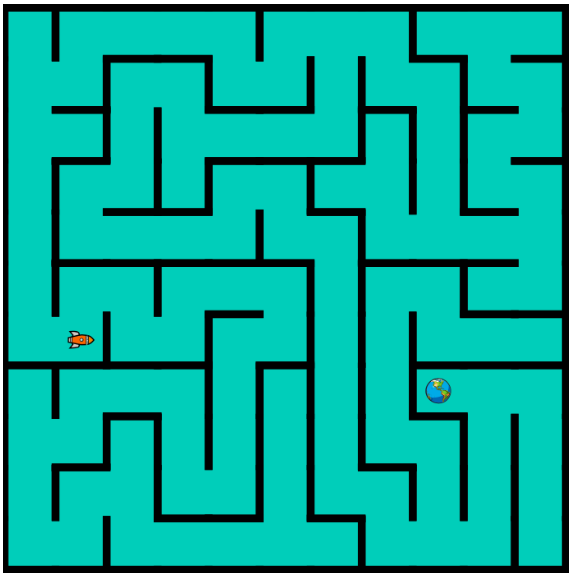

	7					3		
	4			5	3	9		
9					8			
		6						4
3				4	9			
		5					6	
			1			2		
	5					7		
				7			5	1

Languages

D Y X T N F E M C U N P P Q K O E D Z J V T W J

U H F L R I A Y G E R P F C K K Y K A L W E E Z

N I S N H N I F M Q E D G R E E K P G O W Z L U

A B V I J C R Q W I T W U M J E A E M B N B S X

I F J N L L E W M C Z R Q K W N R A A A Z D H K

L U Q N O G F Z U N Q S W C E M N D I X J T Q M

A W Q A A Z N C C F B F G S A D A G P X F P O H

T T U C R I W E I N O U E N A H E A O I X O H S

I P S M A D R N G C Y D B R D W W B I G T S C I

L O V V G A N A O A U J I O R X I N L V I H H N

Y Y T J L I N E G J J N G O K E A C C D J V S A

U Y T K S U J H O L N D N K S I V E D W N H I D

H P X H R T O I V M U R D E S Z O I O U R S M M

X D J V J L K N D I W B T S K W Y N I Y R I E P

D A R A B I C D C X F L U J H A A A W I D K L O

F W X X Q G S I Q S A R D I U K P H S D H R F R

H S I D E W S R Z M F R H C N Z P V I F T U D T

M R L K I H C N E R F L A M G E T O I L Q T R U

F H S I N A P S L O L T O P A F V Z L V I Z C G

I D H Z C N M V N D A H M K R Y H W Q I V O J U

N A I N A M O R L L Z V R X I U S C N C S K O E

T O N B V X E D A D H J R Q A F Z W T U A H D S

R M D P V E S N F O A J P M N Y H Z M U O U A E

P O T C O G K R W B J D M Z N J R C P G D K L C

Urdu	Hindi	Swahili	Mandarin	Japanese
Arabic	Welsh	Maltese	Hungarian	Finnish
Russian	Bulgarian	Czech	Yiddish	Flemish
Danish	Swedish	Norwegian	Romanian	Catalan
Portuguese	Dutch	Turkish	Polish	Greek
English	German	Italian	Spanish	French

Viktigheten av å lese Koranen med oversettelse

Det er viktig å lese Koranen med oversettelse slik at vi kan forstå betydningen av det vi leser. På denne måten blir det ikke noen misforståelser, og vi kan forstå det sanne budskapet, uten å feiltolke temaet.
Skrevet av Michal Malik, Nittedal

Koranens viktighet og effekt i mitt liv.
Koranen er muslimenes hellige bok. Den ble åpenbart til profeten Muhammad **(Allahs velsignelser og fred være med ham)** gjennom engelen Gabriel. Budskapet i Koranen er Allahs veiledning til oss.

Tenk å få en gave uten å vite formålet med gaven eller hvordan man skal bruke den? På samme måte virker det ikke logisk å få livet i gave uten at Skaperen ikke forteller oss formålet eller gir oss veiledning i livet.

Man leser Koranen for å få veiledning om hvem vi er, hvorfor vi er her, og hva formålet med livet vårt er.

Koranens effekt på meg er at den gjør meg til et bedre menneske. Den lærer meg å respektere andre, alltid snakke sant og ikke lyve. Mange ting nevnt i Koranen er også blitt bekreftet av vitenskapen. Et godt eksempel er skapelsesteorien og tidevann.
Skrevet av Iman Munawar, Majlis Follo

GÅTER

Hva går opp og ned uten å bevege seg?

Hva er tyngst av et tonn fjær og et tonn murstein?

Hvem må alle mennesker, selv konger og keisere, ta av seg hatten for?

Hvis du har 15 epler i en hånd og 13 appelsiner i den andre, hva har du da?

Det blir våtere og våtere jo mer det tørker, hva er det?

Hva er det som kommer midt i livet?

Hva vokser når den blir matet, men dør når den blir vannet?

Svar: 1) Trappen, 2) Ingen av delene er tyngst; begge veier et tonn 3) Frisøren 4) Store hender 5) Håndkle 6) Bokstaven v 7) Ilden

Sura al Fatihah

Sura al Fatiha ble åpenbart i Mekka. Sammen med «Bismillah» har den syv vers. Suraen blir resitert i hver rakat under bønn og omtales som Koranens mor, fordi den summerer alt som står i Koranen. Dessuten nevnes fire av Allahs attributter i denne suraen. Disse inkluderer:

- Rabbil-'Alamin, Verdenenes Herre
- Al-Rahman, Den nåderike
- Al-Rahim, Den barmhjertige
- Maliki Yawmid-din, Dommedagens Hersker

Alle andre av Hans attributter stammer fra disse fire.
Den utlovede Messias[as] berettet at «Fatihah» betyr å erobre. Suraen skiller mellom de troende og vantro. Den åpner hjertet og burde derfor resiteres ofte. Det er viktig at vi tenker over betydningen av det som resiteres.

Surah Al-Fatihah er et mirakel. Den utlovede Messias (as) ble gitt spesiell kunnskap om tolkningen av denne suraen, og han ga sin spesielle tolkning på arabisk.
Skrevet av Palwasha Ahmad, Ullensaker

QUIZ OM KORANEN

1. Hva er Koranen?
2. Hvor gammel er Koranen?
3. Hvor mange språk er Koranen oversatt til?
4. Hvor mange sura er det i Koranen?
5. Hvilket språk er Koranen skrevet på?
6. Hvor mange deler er Koranen inndelt i?
7. Hvor mange vers er det i Koranen?

Svar: 1) Koranen er islams hellige bok. 2) Koranen er ca. 1400 år gammel. 3) Koranen er oversatt til over 70 språk. 4)Det er 114 sura i Koranen. 5) Koranen er skrevet på arabisk. 6) Koranen er inndelt i 30 deler. 7) Det er totalt 6666 vers i Koranen.
Av: Zara Nawaz, Vestfold og Telemark

Koranen skal ikke slenges rundt og behandles som søppel – den skal brennes hvis den er blitt gammel og utslitt eller ikke brukes lenger. Slik behandler man Koranen med respekt. Ordene i Koranen og dets betydning forsvinner aldri, fordi en muslim lærer Koranen utenat fra tidlig alder.

Koranen inneholder stort sett all av kunnskap. Her finner man emner som blant annet vitenskap, helse, skapelsen, lover og regler, livssyn, etikk og moral, historie, spiritualitet, filosofi og profetier. Man finner svært interessante profetier i Koranen som man ikke kunne forstå på samme måte i det samfunnet og på den tid Koranen ble åpenbart. For over 1400 år siden profeterte Koranen om en globalisert verden med avanserte kjøretøy og kommunikasjonssystemer. Gud hadde åpenbart teorien om «Big bang» og det «sorte hull» i Koranen lenge før nåtidens vitenskapshistorie ble nedskrevet.

Koranen er muslimenes hellige bok og ble overlevert til profeten Muhammad (sa) for over 1400 år siden. Overlevert? Det betyr at Koranens innhold ses på som Allahs egne ord. Ordene ble ifølge islam åpenbart til profeten Muhammad (sa) av engelen Gabriel gjennom en tidsperiode fra og med år 610 frem til profetens bortgang i 632.

Skrevet av Aliha Mehmood og Sabiqa Mehmood, Majlis Nordstrand

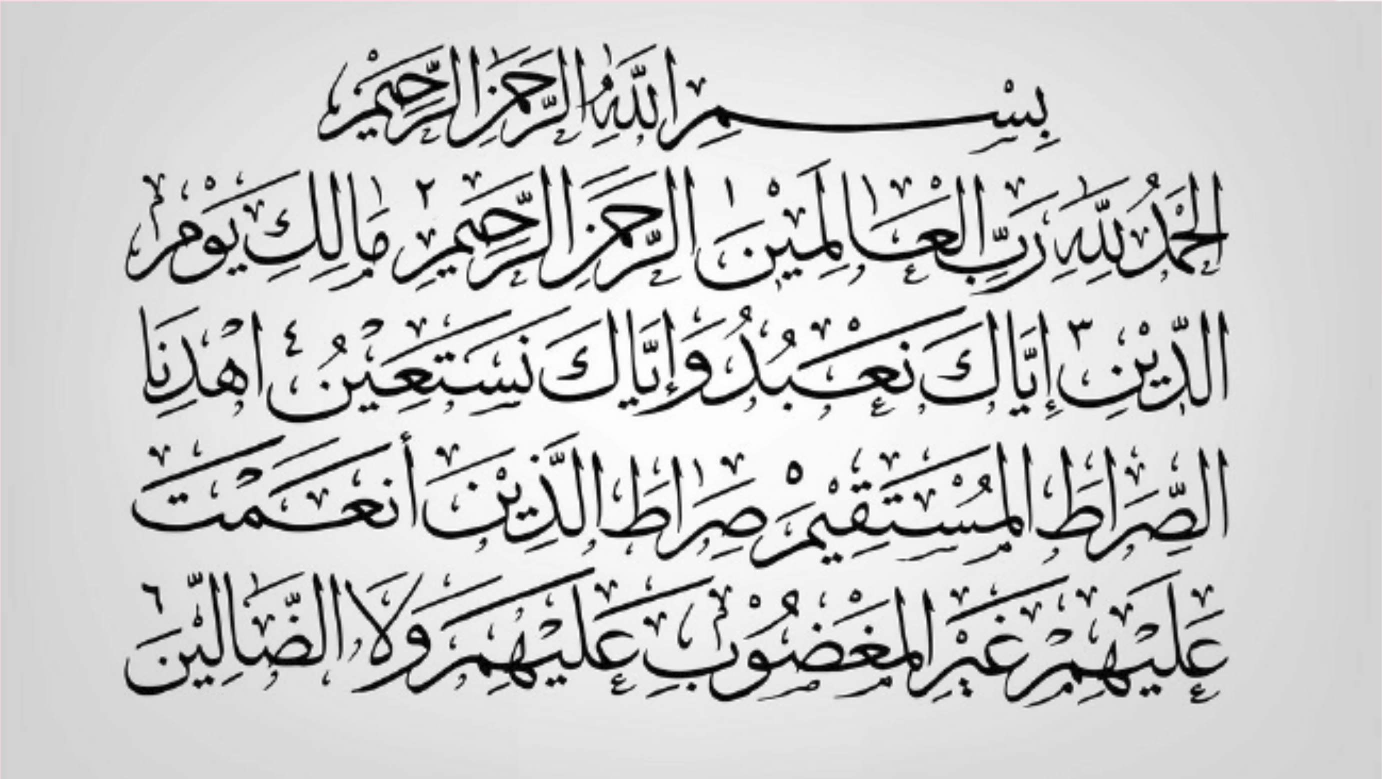

Nasirats hjørne

Koranen

Koranen er den hellige boken for alle muslimer. Den regnes i islam som en samling åpenbaringer sendt fra Gud til den hellige profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham). Koranen er skrevet på arabisk. De fleste muslimer regner ikke oversettelser av Koranen som hellige skrifter, men som tolkning av Koranen.

Koranen er inndelt i 30 deler og 114 sura, altså kapitler, og hvert kapittel består av flere vers. Koranen starter slik: "I Allahs navn, den mest nåderike, den evig barmhjertige. Jeg er Allah den allvitende. Dette er den fullkomne Bok, dette er det ingen tvil om, en rettledning for de rettferdige."

Det er totalt 6348 vers i Koranen, og versene varierer i størrelse og innhold. Selve teksten har vært uforandret siden den ble åpenbart. Millioner av eksemplarer finnes over hele verden i dag, og alle er identiske. Den hellige Koranen er en av verdens mest leste bøker, og med tanke på at dens vers blir opplest i de daglige bønnene, leser titalls millioner mennesker deler av Koranen daglig.

Ifølge Koranens egen beskrivelse og muslimske teologer, inneholder Koranen Guds tale, først til profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) og deretter til hele menneskeheten. Ifølge tradisjonen er det engelen Gabriel som formidler åpenbaringen.

I tiden etter profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) sin død, ble det samlet mange tusen fortellinger om livet hans. Disse tekstene om hva profeten Muhammad sa og gjorde blir kalt hadith. De fleste historiene er ikke omtalt i selve Koranen, men ble sammenstilt av lærde personer, der de viktigste var Muhammad al-Bukhari og Muslim ibn al-Hajjaj. Den klassiske definisjonen av hadith er «overleverte fortellinger om hva profeten Muhammad sa, gjorde eller stilltiende samtykket til».

Waqfat-e-nau klasse (Tyskland 19.juni 2011)

Oversatt av Safia Saher

Å følge Koranens formaninger

Hudoor (må Allah være hans hjelper) sa: «Alle disse lajna er eldre enn 15 år. Alderen etter 15 år er en moden alder. Noen er ferdig med 10. klasse, noen går på universitetet, og jeg tror noen også er gift. Det snakkes om Koranens lære hvor Guds rettigheter og menneskenes rettigheter nevnes spesielt. Den utlovede Messias (fred være med ham) sa at det er 700 befalinger i Koranen, og noen steder har han nevnt 500 befalinger. Ser man nøye etter, finner man enda flere formaninger enn dette, men Den utlovede Messias har satt sammen flere befalinger og deretter kommet til at det totalt er 700 befalinger. Det er mange befalinger i Koranen, og å følge disse er viktig for enhver person, både for menn og for kvinner. Noen befalinger er felles for menn og kvinner, mens andre er spesifikke for kvinner og andre igjen er spesifikke for menn. Koranen har nevnt bønn, faste, almisse, pilegrimsferden og slike elementer som ofring og bønn. Disse formaningene er for både menn, kvinner, jenter og gutter. De er for alle bevisste muslimer. Dere som er Waqfat-e-nau må følge disse befalingene. I tillegg til dette er det også noen andre befalinger dere må se på.

Viktigheten av purdah

For eksempel er viktigheten av purdah særlig lagt vekt på av Gud i Koranen. Noen ganger misforstår kvinner, jenter og barn befalingen om purdah og spør hvorfor dette kun gjelder dem og mener at menn også burde fått befalinger om purdah. Men der Allah har befalt kvinnene om purdah har han først befalt mennene om å senke blikkene sine for å opprettholde kvinnenes kyskhet. Menn er befalt å senke blikket sitt i verset før. De skal ikke la blikket sitt vandre hit og dit, og de skal ikke se på enhver kvinne. Det er altså en befaling til menn først om å senke blikket sitt, og deretter befales kvinnene om å senke sine blikk og ikke vise frem sin skjønnhet. Dette utdypes videre med at de bør dekke hodet og deler av kroppen som bør skjules fra andre menn. Ute bør du ikke vise frem den skjønnheten du viser foran din mor, far, brødre og annen familie. Foran fedre, brødre og annen familie er det ansiktet som er synlig og ikke andre deler av kroppen. Hender er også synlige. Om man unnlater å dekke til hodet, er dette heller ikke noe problem. Ansiktet er også synlig. Men resten av kroppen viser man ikke foran fedre, brødre og så videre. Dette er noe som alle gjør. Men når man går ut, bør man ha en større grad av tildekkelse. Dette er en befaling.

Hadrat Aisha (ra) beretter at ved Hadrat Umme Kalsooms (ra) bryllup fortalte Profeten Muhammad (sa) Hadrat Aimen (ra): «*Gjør min datter klar, slik at hun blir en fin brud, og ta henne med til Usman, og spill trommer for dem*», og slik ble det gjort. Tre dager etter bryllupet besøkte Profeten Muhammad (sa) sin datter for å spørre om hvordan det gikk med henne. Han spurte henne: «*Hvordan er din ektefelle mot deg?*» Hun svarte ved å si at han var en flott ektefelle. Deretter sa Den hellige Profeten (sa): «*Ut fra dine slektninger er det din manns holdning og oppførsel som er mest lik dine forfedres, altså Ibrahim og din far Muhammad (sa)*»

Etter bryllupet tok Hadrat Usman (ra) godt vare på Hadrat Umme Kalsoom (ra). Han brakte fine og påpasselige klær, og også ofte mat. Hadrat Anas bin Malik (ra), som hadde vært Profeten Muhammad (sa) sin tjener fra en alder av ti år, fortalte: «J*eg har sett Profeten(sa) sin datter med sjal lagd av silke*». Dette var for å indikere at hun alltid gikk med fine og rene klær.

Hadrat Umme Kalsoom døde i perioden da Profeten Muhammad (sa) fortsatt levde. Hun gikk bort i det 9. året etter migrasjonen (hijrah). Hennes begravelsesbønn ble lest av Profeten Muhammad (sa) selv. I det øyeblikket hun skulle begraves, siterte Profeten en sura som sa: «*Der skal dere leve, og der skal dere dø, og derfra skal dere oppreises.»* Når det skulle legges jord for å dekke til graven hennes, ga Profeten (sa) selv (bunker av) jord til de som skulle dekke den til, og han ba dem om å lukke sømmene mellom mursteinene. Videre fortalte han at det ikke er fast at dette skal gjøres for den avdøde, men det vekker en tilfredshet hos de etterlatte og gjenlevende. Begravelsen til Hadrat Umme Kalsoom (ra) var holdt i Medina og det er her graven hennes også ligger, og mye tyder på at den ligger i «Jann-u-tal Baqqi» gravplass.

Waqfat-e-nau avdeling Hadrat Umme Kalsoom (ra)

Av Ramla Haroon

Hadrat Umme Kalsoom (ra) var den tredje datteren til Profeten Muhammad (sa). Hun var yngre enn sine to søstre, Hadrat Zainab (ra) og Hadrat Ruqayya (ra), og hun var eldre enn Profeten Muhammads (sa) og Hadrat Khadijas (ra) yngste datter, Hadrat Fatima (ra). Hun ble født før Den hellige Profeten (sa) erklærte sitt profetdømme, og hun hadde umiddelbart sammen med sin mor og søstre konvertert til islam. Hadrat Umme Kalsoom (ra) ble gift med Ateeba, Abu Lahab sin sønn. Etter Profeten (sa) sitt profetdømme hadde Abu Lahab og hans hustru Umme Jameel satt sine begge sønner (Otba og Ateeba som var gift med Hadrat Umme Kalsoom (ra) og Hadrat Ruqayya(ra)) i en spesiell situasjon. Siden begge hustruene hadde konvertert til islam, ble sønnene tvunget til å skille seg fra dem, og slik ble begge døtrene skilt før sitt bryllup.

Dette var en vanskelig tid for Profeten (sa). Begge døtrene hadde vært gjennom en skilsmisse, folk i landsbyen brøt alle bånd, og Profeten (sa) sammen med sine ledsagere ble forfulgt. Det førte til at Allah befalte Den hellige Profeten (sa) om å emigrere til Abessinia (Etiopia).

Hadrat Abu Huraira beretter at etter Hadrat Ruqayyas (ra) sin død, møtte Profeten (sa) Hadrat Usman (ra) foran moskeen og sa: «*Usman, Gabriel har informert meg at Allah har viet deg med Umme Kalsoom (ra), ekteskapsoppgjøret er tilsvarende som Ruqayyas (ra)*» I det 3. året av migrasjonen (hijra) giftet Hadrat Umme Kalsoom (ra) seg med Hadrat Usman (ra).

PAKWAN

Gul påskekake

(Frida Zahoor)

INGREDIENSER

Mandel bunn:
5 eggehviter
250 g sukker
250 g malte mandler

Gul krem:
5 eggeplommer
1 dl fløte
125 g sukker
4 ts vaniljesukker
150 g romtemperert meierismør

SLIK GJØR DU:
Mandel bunn:

1. Visp eggehvitene stive mens du gradvis tilsetter sukkeret. Visp til marengsen er tykk og blank.
2. Vend inn malte mandler.
3. Fordel røren i to smurte 24 cm kakeringer. (Bruk bare ringen til springformen. Smør ringene og sett dem rett på stekebrett med bakepapir eller bake duk.)
4. Stek mandel bunnene ved 170 °C i ca. 15 minutter.
5. Avkjøl.

Gul krem:

1. Rør sammen eggeplommer, fløte, sukker og vaniljesukker i en tykkbunnet kasserolle.
2. Varm opp til kokepunktet under konstant omrøring til kremen tykner.
3. Trekk kasserollen til side og avkjøl kremen.
4. Visp til slutt inn smøret.

- Legg mandel bunnene oppå hverandre med litt av den gule kremen imellom. Fordel resten av kremen over og rundt på kantene. Kilde: Nrk «Gul påskekake»,

https://www.nrk.no/mat/gul-paskekake-1.7593407.

helsemessige fordeler også. Blant annet er frukten kjent for å være styrkende og hjelper svekkede kropper med en indre forsterkning. I tillegg sies det at daddel er den komplette matvaren fordi den inneholder alt av det kroppen trenger av mineraler og vitaminer. Hvis vi bruker fastemåneden som eksempel vet vi at kroppen føler seg relativt svekket mot slutten av fastetiden og da finnes det muligens ingen annen matvare, som vil gi kroppen den energien den trenger etter en lang dag uten mat, som dadler.

Dadler bidrar til å øke produksjonen av blod i kroppen, gir den styrke og er med på å hjelpe lever- og nyrefunksjonen. Hvis man har lave verdier så kan dadler bidra til å normalisere disse.

Dadler har også en rensende funksjon ved at den hjelper kroppen med å kvitte seg med avfallsstoffer. Ved forkjølelse tilfører den kroppen viktige antioksidanter som hjelper til når man sliter med hoste, kaldsvetter, nyser og har tett eller rennende nese. Dadler kan også bidra til å bedre tarmfunksjonen, ledd- og giktproblemer samt smerter i ben. Hvis den spises i kombinasjon med fersk melk, ost og smør så kan den hjelpe med å rense hudens barriere og kan i tillegg hjelpe til mot vond lukt fra ens munn.

Daddel stenen har også viktige næringer i seg. Som pulver kan den hjelpe til med å lindre sår og styrke ens syn. Hvis man lager «joshanda» drikke av den så kan den også være med på å bidra til en renselsesfunksjon i kroppen.

(Baade Shimal, utgave 9.april 2016, s.4)

Helse Avdeling

DADLER ER BÅDE SUNNAH OG KILDE TIL GOD HELSE

Oversatt av : Annum Saher Islam

Dadler er en type frukt som på urdu kalles «khajoor» og på arabisk kalles «najl yaratb». På persisk kalles det «kharma» og på engelsk kalles frukten for «date». Daddel er en frukt som har mange fordeler. Hvis daddelen blir tørket kalles den for «chuara» på urdu. Dadler fra Irak er kjent for å være de beste, og frukten er kjent for å være en «varm frukt». Dadlene kan fås tak i, i det persiske området. Den mest høytstående daddeltypen kalles for «ajwa» og finnes i Medina og områdene rundt.

Selve daddeltreet har en signifikans i veldig mange av verdensreligionene. Av alle typene av trær som finnes i verden er dette det eneste treet som Profeten Muhammad (sa) har sagt er muslim fordi Gud selv sendte treet som en velsignelse. Treet er nevnt 20 ganger i Koranen og snakkes om i andre viktige bøker også bl.a. Toraen og Bibelen. Det er det eneste treet hvor man virkelig får bruk for absolutt alle deler av. I tillegg til at frukten er spiselig blir bl.a. bladverket brukt til produksjon av bønnetepper og andre type tepper.

For muslimene er velsignelsen til dadler i særstilling. Vi ser bl.a. i den hellige måneden Ramadan at inntaket av dadler øker veldig i tråd med profeten Muhammad (sa) sin sunnah om å innta daddel ved fasteåpning. Ikke bare er bruken av dadler å anse som sunnah, men frukten har utrolig mange

Åpenbaringer fra den hellige Koranen - Det 21.århundre

Av Nida-Kajal Tariq

I denne artikkelen skal det presenteres noen utvalgte vers fra Den hellige Koranen som omhandler de åpenbaringene som vi har sett gå i oppfyllelse i «nyere» tid.

Det første verset handler om Palestina og jødenes tilbakevendelse til Palestina.

Sura 17, vers 105: *«Og etter ham sa Vi til Israels barn: Bo i landet, og når de siste dagers forjettelse kommer vil Vi bringe dere sammen»* (Den Hellige Quranen, 1996, ss. 382-383). Det forklares her at dette gikk i oppfyllelse da jødene dro tilbake til Palestina og opprettet Israel (Den Hellige Quranen, 1996, s. 383).

Hadrat Khalifatul Masih II (ra) forklarer i sin tolkning at dette er en indikasjon på konflikten mellom Israel og Palestina. Det kommer frem at når Palestina vil bli angrepet, vil jødene og muslimene være like skyldige i disse angrepene. Israel har på mange måter tatt over Palestina, og dette verset er en indikasjon på dette (Ahmad, 1990, s. 363)

Det andre verset handler om Gog og Magog.

Sura 21, vers 97: *«(Slik skal det være), helt til det blir åpent for Gog og Magog, og de vil strømme frem fra et fra ethvert høydedrag»* (Den Hellige Quranen, 1996, s. 448).

Dette verset kan ha to betydninger; det kan bety at det i de «siste tider» vil forsøkes å gi mennesker evig liv, men at det ikke vil lykkes. En annen mening med dette verset kan være at i de «siste tider» vil det skje noe nytt; at en død nasjon, for eksempel islam, får skjenket nytt liv. (Den Hellige Quranen, 1996, s. 448)

Vers 106 fra samme sura peker på at jødenes besittelse av Palestina er midlertidig (Den Hellige Quranen, 1996, s. 450). Den andre Khalifen (ra) forklarer også at muslimene vil få Palestina tilbake hvis muslimene knytter seg til sin sanne profet, profeten Muhammad (sa) (Ahmad, 1990, s. 421)

De neste versene handler om atomkrigens redsler

Sura 55, vers 36: *«Det skal sendes mot dere (begge) flammer av ild og giftig røyk slik at dere ikke vil være i stand til å hjelpe hverandre» (Den Hellige Quranen, 1996, s. 769).*

Den andre Khalifen (ra) forklarer at det her vises til radioaktiv stråling (Ahmad, 1990, s. 713).

Sura 55, vers 40: *«På den dagen, vil da verken mennesket eller djinn bli spurt om deres synder» (Den Hellige Quranen, 1996, s. 770).*

Den andre Khalifen (ra) forklarer at de vil få sin straff og man vil ikke trenge å spørre dem om deres synder (Ahmad, 1990, s. 713).

Referanser

Ahmad, H.-U.-D. (1990). *Tafseer-E Sagheer.* Islam International Publications Ltd.

Den Hellige Qur'anen. (1996). Islam International Publications Ltd.

I en kommentar til verset ovenfor, skriver Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad (ra):
Hvis det er håp om å reformere [forbryteren] ved tilgivelse, bør han få tilgivelse og bør ikke straffes bare av hevn for det gale han har gjort. Hvis på den annen side straff ville vise seg å være mer lønnsomt enn tilgivelse, så bør han straffes, og ikke tilgitt, for ellers ville han bli fratatt en sjanse til å reformere seg selv, og det ville være grusomt og ikke barmhjertig å tilgi i et slikt tilfelle.[i]

I tillegg er det fortalt i en tradisjon av Hadrat Ayesha (ra) at Den hellige Profeten (sa) sa: «Avvis de juridiske straffene fra muslimene så mye som mulig. Hvis han har en vei ut, så la ham stå på sin måte, for hvis imamen gjør en feil i å tilgi, ville det være bedre enn å gjøre en feil i straffen.»[ii] Denne hadith viser videre at læren i islam er å søke reformasjon og rehabilitering, ikke hevn. Det er ingen plass i islam for å bære nag.

Ekstremister og deres religiøse lærde påkaller shariah for å rettferdiggjøre drap på uskyldige og sårbare. De forlater de islamske prinsippene for styring, til fordel for diskriminerende og grovt upassende anvendelser av islamsk lov. De ser på shariah som et instrument for erobring og for å starte et blodbad i stedet for rettferdighet og anstendighet. Religion skal ikke være statens sak. Som muslimer som tror på Den utlovede Messias (as), har Ahmadiyya muslimsk trossamfunn en klar visjon om at religion ikke bør lovfestes i domenet av menneskets forhold til Gud. Islam tilbyr veiledende prinsipper i spørsmål om menneskets forhold til mennesket. Disse prinsippene kan lett oversettes til sekulære lover basert på rettferdighet, toleranse og kjærlighet til menneskeheten. Loven i ens hjemland har overvekt over alle andre lover.

Ekte shariah bidrar til et styresystem som er velgjørende, sikrer universelle menneskerettigheter og minoritetsbeskyttelse og utdeler absolutt rettferdighet for alle mennesker.

Kilde:
https://www.alislam.org/question/what-is-shariah-law/
https://www.alislam.org/askislam/society/correction-rehabil

Dessverre ser vi at flere muslimske land har feilet i den riktige praktiseringen av rettferdighet før de har ratifisert shariah som lover i sin stat. De bruker shariah som et middel for makt og kontroll. Det er disse feilaktige eksemplene som blir trukket frem av vestlige land for å vise det negative ved shariah.

Når det gjelder de strenge straffene, krever de først at det skapes et miljø som ligner miljøet på profetens tid. Når et fromt og sunt miljø er skapt, blir samfunnet klar for å pålegge visse strenge regler. På et slikt tidspunkt ville strenge straffer bli gitt svært sjelden, om de gis i det hele tatt, og hvis de ble brukt så hadde det vært for å være avskrekkende

Videre legger Koranen opp visse regler når man gir straff. Den ene er at absolutt rettferdighet bør være det moralske kompasset som valg av straffer baserer seg på. Koranen sier:

Det vil si: «Å dere som tror! Vær standhaftige i Allahs sak, vitne i rettferdighet; og la ikke et folks fiendskap oppfordre deg til å handle annerledes enn med rettferdighet. Vær alltid rettferdig, det er nærmere rettferdighet, og frykt Allah. Sannelig, Allah er klar over hva du gjør» (5:9).

For det andre er det en tommelfingerregel at når man skal velge mellom å straffe og tilgi et individ, sier Koranen følgende:

"Lønnen for noe ondt skal være i det rette forhold til det onde. Så den som tilgir (slik at det derved) forbedres, har sin belønning hos Allah. Han elsker visselig ikke dem som handler urettferdig." (42:41)

Med andre ord, straffen for en forbrytelse bør være lik den, og hvis tilgivelse av forbryteren ville føre til forbedring, så er det den beste måten. Døren til omvendelse er vidåpen, og veien til absolutt rettferdighet er sikret. Faktisk er dette en så vakker lære, og den finnes kun i Koranen. Ingen andre religiøse skrifter har en slik lære!

Straffesystemet i Shariah og logikken bak

Av: Annum Saher Islam

Shariah er et misforstått og misbrukt konsept. Kritikere av islam bruker ofte feilaktig uttrykk for å skremme folk. Medias konstante søkelys på islam gir oss riktignok en mulighet til å lære folk om islams sanne lære, men skaper også en del misforståelser. Shariahs bokstavelige betydning er «veien til livskilden» og refererer til en definert vei som alle gudfryktig mennesker rådes til å følge. Begrunnelsen ligger i å anerkjenne Guds eksistens, og hvordan Han vil at mennesket skal forme sin skjebne og manifestere Guds vilje gjennom visse lover og prinsipper. Shariah er heller ikke noe som er unikt for islam, dette finnes i alle trosretninger og til og med i noen land. USA har f.eks. flere ulike systemer for megling utenfor det klassiske rettssystemet, og det finnes lignende ordninger i Norge også.

I islam kan shariah bli delt i fem forskjellige ledd: ibadah (rituell tilbedelse), mu'amalat (transaksjoner og kontrakter), adab (oppførsel, moral og manerer), i'tiqadat (tro) og 'uqubat (straff). Islam har visse lover og prinsipper som «leder» alle de fem leddene. Kjernen til shariah er intensjonen om å utvikle og bevare et moralsk riktig og rettferdig samfunn.

Koranen spesifiserer ingen konkret form for styring av shariah annet enn at det skal være basert på adl, nemlig rettferdighet: «Sannelig, Allah påbyr (dere) rettferdighet og godhet og kjærlighet som til slektninger, og Han forbyr dere usømmelighet, og det åpenbart onde, og opprørskhet. Han formaner dere, for at dere skal tenke dere om.» (Koranen 16:91)

Det ovennevnte verset nevner ikke religion som ledelse eller styringsmakt, fordi pluralisme og toleranse er viktige kjerner innenfor islam. Koranen legger vekt på at det ikke finnes tvang i religionen (Koranen, 2:257). Å legalisere shariah i den grad vil føre til å innlemme enkelte ting som ikke alle mennesker har den underliggende troen på. Ergo, folk som ikke har islam som sin underliggende religion, vil måtte være en del av en praksis som ikke er en del av deres personlige tro. Shariah sitt formål er å få på plass absolutt rettferdighet på tvers av tro, rase eller annen form for tilhørighet. Den sanne praktiseringen av islamsk lære slik det ble gjort av Profeten Muhammad (sa) promoterer en sekulær styremåte som gir like rettigheter og privileger til alle dets innbyggere, samt en oppdeling av stat og religion.

Koranen og andre hellige skrifter

(Shaista Basit)

Gjennom tidene har profeter kommet til ulike folkeslag. Noen profeter har kommet med åpenbaringer fra Gud i form av hellige skrifter. Når det gjelder den hellige skriften Koranen, skiller den seg ut fra andre hellige skrifter. Dette fordi Koranen er Guds ord som har blitt sendt ned til oss. Det er unikt at ikke en eneste bokstav har forandret seg over tid. Koranen er universell og er den siste hellige boken.

Koranen i sin originale form

Det er noen trekk ved Koranen som ikke er å finne hos de andre hellige skriftene. Det ene er at Koranen finnes i sin originale form. Den har ikke forandret seg. De andre hellige skriftene har blitt forvrengt og forandret. Dette er fordi det er mange tillegg som har blitt lagt til Toraen, Evangeliet og Salmene over tid, eller at noen deler av bøkene har blitt tatt bort. Dermed har den originale kilden blitt forandret.

Den hellige Koranen forteller oss at Gud vil beskytte den mot fordervelse. Gud sier: *«Sannelig, Vi har Selv åpenbart formaningen, og Vi vil visselig Selv bevare den (mot fordervelse og forglemmelse).»* (15:10)

I dette verset lover Gud at Han vil bevare Koranen og sikre den mot endringer og forfalskninger. Koranen er på denne måten den eneste hellige skriften som er bevart uforandret gjennom tidene. Dette innrømmes av alle, det være seg venn eller fiende. «*Vi kan på det sterkeste vitnesbyrd bekrefte at ethvert vers i Koranen er Muhammads ekte og uforandret utgave»* og *«Å sammenligne denne rene teksten med andre hellige skrifters lesemåter, er å sammenligne mellom ting som ikke har den minste likhet.»* (William Muir i introduksjonen til «The life of Mohammad»).

Videre skriver Theodor Noeldeke i artikkelen *«Qur'ân»* i Enc. Britannica: *«Europeiske lærdes anstrengelser for å bevise eksistens av senere tilføyelser til Koranen har lidd skipbrudd».* Det er ikke bare teksten Gud har lovet å bevare, men også dens sanne ånd og mening.

Profeten Muhammad (sa) fikk sine ledsagere til å memorere Koranen etter hvert som den ble åpenbart. Under Hadrat Abu Bakrs (ra) tid ble dette samlet til en bok.

Koranen er universell

Koranen er ikke ment for en viss region eller ett folkeslag, slik som andre hellige skrifter var ment å være. Koranen er universell. Den er ment for alle tider og til alle folkeslag.

Gud sier i Koranen: *«Og Vi har utelukkende sendt deg som en forkynner av gledelig budskap, og som en advarer til hele menneskeheten, men de fleste mennesker vet det ikke.»* (34:29)

Dette viser at Koranen er en universell bok som ble åpenbart til profeten (sa) som ble sendt til alle mennesker som profet. Koranens regler og visdom kan brukes av alle til alle tider.

Koranen er den siste hellige boken

Koranen er den siste av alle hellige bøker og skrifter. Åpenbaringene fra profeten Adam (as) og frem til profeten Muhammad (sa) har nådd sitt toppunkt gjennom Koranen. Koranen er fullkommen og gir svar på alt. Den er en veiledning og rettledning for hele menneskeheten.

Vi leser: «Og Vi har visselig gjentatt og variert for menneskene enhver slags liknelse i denne Koranen,

men de fleste mennesker nekter (alt) unntatt vantro.» (17:90)

Videre leser vi: «…og Vi har åpenbart deg Boken for å forklare enhver ting, og (som) en rettledning, og en

nåde og for å gi det gledelige budskap til de som underkaster seg (Allah).» (16:90)

Koranen er en fullkommen Bok som er ment som en rettledning og veiviser til hele

menneskeheten. Måtte vi dra mest mulig utbytte av Koranen, og måtte vi følge den i dens sanne ånd. Amen.

med ham) presenterte sin eksistens basert på de åndelige virkningene av Koranen. Han personifiserte den usynlige kunnskapen som Gud hadde gitt mennesket gjennom Koranen og satte presedens for Koranens stilling blant verdensreligionene. Han sa til menighetens medlemmer: «Våre virkelige programmer er de vi avholder basert på Koranens lære. Om det så er Lajna Imaillah, Ansarullah, Khuddam-ul-Ahmadiyya, uansett hvilken underorganisasjon som finnes så skal våre programmer baseres på Koranen» (Mashal-e-rah, bind 1, side 10)

Den største tjenesten våre kalifer har gjort gjennom tidene, for Koranen, er nettopp det å poengtere Koranens lære gjennom menighetens aktiviteter og budskapet vi skal gi utad. Enhver tale, ethvert foredrag som har blitt holdt av kalifene opp gjennom tidene baserer seg på Koranens lære og forståelse slik den var under Profeten Muhammad (måtte Allahs velsignelser og fred være med ham) sin tid. Vi får forklaringer på hvordan vi skal leve i harmoni med denne læren, uten noen negative avleiringer, på en enkel og anvendbar måte. Samtidig jobber våre kalifer hardt med å spre denne kunnskapen utad. Dette ser vi blant annet gjennom vår nåværende kalif (må Allah være hans hjelper) sine mange besøk til politiske og ikke-politiske forumer rundt om i verden, hvor han ivrer etter å dele Koranens fred budskap og dens løsninger på verdens problemer. Mange ikke-muslimske nøkkelpersoner har også søkt råd hos han, og de rådene baserer seg på Koranen. Dette er en av de største tjenestene man kan gjøre vår hellige bok.

Ved flere anledninger har vi også blitt minnet på hvordan vi selv kan videreføre denne tjenesten ved å ha Koranens sanne lære i mente, uansett hva vi gjør. Må Allah hjelpe oss til dette, Ameen.

Den utlovede Messias (as) og Ahmadiyya kalifatet i Koranens tjeneste

Oversatt av: Annum Saher Islam, majlis Baitun Nasr

Koranen ble åpenbart i en periode på 23 år under levetiden til Den hellige Profeten (må Allahs velsignelser og fred være med ham) og deretter spredt av hans kalifer. Det var derimot ikke slik at det som ble spredt i den tiden, ble skrevet i stein for alltid.

Beretningene forteller oss at etter Profeten (må Allahs velsignelser og fred være med ham) sin tid, glemte muslimene fra den senere tid, læren til Koranen. Ikke bare det, men Koranen ble mer en dekorasjon enn noe annet. Koranens lære ble presentert i et utrolig forvrengt format på en måte som gjorde at også ikke-muslimer begynte å vise mistillit til lærens betydning.

I henhold til Allah, den allmektiges løfter ble verden velsignet med Den utlovede Messias (fred være med ham) sitt komme. Han tok ikke bare på seg oppgaven med å spre den opprinnelige læren og tolkningen av Koranen til muslimer, men spredte dens godhet og lære også til ikke-muslimer. Etter hans bortgang fortsatte hans kalif å jobbe med denne velignede oppgaven.

"Hør, det er åpent sagt til dem! Du og dine tilhengere kan ikke motstå Mirza Mahmud før oppstandelsens dag." Mirza Mahmood har kunnskap om Koranen, hva har du?" (A Terrible Conspiracy av Maulana Mazhar Ali Azhar)

En viktig tjeneste som Ahmadiyya-kalifene gjorde for Koranen var at de presenterte den som en levende bok, i henhold til veiledningen fra Den utlovede Messias (fred være med ham). Blant annet så man at den andre kalif (fred være

En tredje måte å oppnå frelse på er ved å være tålmodig og vise tålmodighet. Det arabiske ordet for tålmodighet er «Sabr» og stammer fra ord som betyr å stoppe, holde tilbake eller omskolere. I Koranen står det at de som tror, søker hjelp gjennom tålmodighet og bønn, og Gud er med de som er tålmodige. Gud tester mennesker for å finne ut hvem som er sannferdige. Slik er Guds rådende tradisjon blant hans tjenere. De virkelig troende setter sin lit til Gud, søker hjelp gjennom tålmodighet og lykkes i den guddommelige prøven. Det er de rettferdige som skal oppnå frelse, og Gud vil helt sikkert gi dem adgang til paradiset.

En fjerde måte å oppnå frelse og frigjørelse på er å gjøre *astaghfar* som betyr å forsøke å oppsøke tilgivelse fra Gud. I sura Hud vers 90 sier Gud: «Søk tilgivelse fra din Herre og vend deg deretter til ham. Min Herre er virkelig barmhjertig» (11:91). Noe liknende står det i vers 65 fra samme sura: «Søk hans tilgivelse, og vend deg så til Ham. Min Herre er nær, han er lydhør» (11:66). I dette verset tydeliggjør Gud det at Han står nær de som ber om tilgivelse, og Han lytter til dem. Dermed er det viktig for å oppnå frelse at mennesket husker at Gud er tilgivende og ber om tilgivelse og underkaster seg Ham. For de som underkaster seg Ham, de blir frelst.

Dette innlegget gir et kort og enkelt innblikk i hvordan Koranen viser veien til frelse. Oppsummerende kan vi si at Koranen er Guds ord og består av regler og ønsker som Gud har satt for skaperverket sitt. Det er det som er meningen med vår skapelse. Ved å følge disse reglene kan mennesket holde avstand til det onde, urettferdige og upålitelige. Altså kan mennesket holde seg unna synder. Og gjennom dette kan mennesket oppnå frelse og en frigjørelse fra synd.

Hadrat Khalifatul Masih II (ra) hevder at:

«Synd er en handling som gjør den menneskelige sjelen syk og ute av stand til å se Guds ansikt. Vanskeligheter forekommer på denne reisen som sjelen foretar når den beveger seg mot målet med sin skapelse. Handlinger som betyr å synde er enten fysiske hvis farene er synlige for en selv og andre, hvis ikke er de åndelige» (Alislam.org).

Spørsmålet som oppstår her er hvordan Koranen kan hjelpe oss i denne prosessen og hindre oss fra å utføre synder? Hvordan kan Koranen være en kilde til frigjøring og frelse? Frelse fra synder oppnås gjennom å utvikle og forstå hensikten med livet slik den er presentert i Koranen og få kunnskap om syndige forhold gjennom over 600 bud fra Koranen, og ved å gjøre rettferdighet som det ledende prinsippet i beslutningstaking.

Det aller første som er essensielt for å oppnå frigjørelse er å huske Allah, den allmektige. I Koranen står det: «Å du som har tro! Når du møter en hær (i kamp), så stå fast, og husk Gud i høy grad, så du kan være lykkelig» (8:45). Videre står det i sura Ar-Ra´d, vers 29 at «Hør, hjertene finner fred bare i minnet om Gud» (13:29). Begge disse versene tyder på at mennesker kan ha det godt og oppnå fred og unngå synder ved først og fremst å huske Gud.

Den andre måten å oppnå frelse på, som nevnes i Koranen, er tilbedelse av Gud. I sura Al-Hajj sier Gud: «Å du som tror! Bøy deg ned og bøy deg og tilbe din Skaper og Oppdrager og gjør nestekjærlighetsgjerninger slik at du oppnår frelse». I dette verset er det svært tydelig at tilbedelse av Gud er en av flere veier til å oppnå frelse og frigjørelse fra synder. Videre nevnes det i Koranen at Gud skapte mennesket og jinn for sin egen tilbedelse. Dette tyder på at meningen med menneskets liv er å tilbe Gud, og det er grunnen til at vi er blitt skapt. Dette gir oss altså innblikk i at mennesket, ved å tilbe Gud, kan oppfylle meningen med sin skapelse og på den måten frigjøre seg fra synder.

Den hellige Koranen- veien til frelse

Manahal Yaqoob

Koranen, som er den hellige boken i islam, kom til verden for femten hundre år siden. I islam regnes den som en samling av åpenbaringer sendt fra Allah, den allmektige, til profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham). Dette tilsier at Koranen er en grunnkilde til all religiøs, historisk, kulturell og verdslig kunnskap for muslimer. I tillegg til å være en religiøs og hellig skrift, blir den også regnet for å være en litterær skrift. Alt dette tyder på at denne hellige boken inneholder all den kunnskapen, lærdommen og de reglene vi muslimer mener er viktige for å leve et godt liv i Guds nåde. Spørsmålet som oppstår her er hvorvidt denne hellige boken er en kilde for mennesket til å oppnå frelse fra synder. I denne artikkelen skal jeg forsøke å besvare dette spørsmålet ved å presentere vers fra Koranen og sette det opp mot samfunnsrelaterte og verdslige fenomener.

Frelse eller frigjørelse, hva menes egentlig med disse begrepene? Hva trenger vi å frigjøres fra, og hva må vi frelses fra? Frelse er et tvetydig begrep som kan defineres på ulike måter. En av definisjonene lyder som følger: «Menneskets overvinnelse eller frigjørelse fra en tilstand av ufullkommenhet» (Store norske leksikon). Ufullkommenhet er et tvetydig begrep som kan forklares på ulike måter. Ikke minst er definisjonen varierende i ulike religioner. I kristendommen er ufullkommenhet brukt om skyld, i hinduismen omtales det i form av karma, mens i islam snakker vi om ufullkommenhet i forbindelse med ulydighet overfor Guds lov. Det vil si at i islam snakker man om frelse i form av frigjørelse fra ulydighet overfor Gud. En måte å forstå dette på kan være frigjørelse fra synder. Synd er en religiøs betegnelse på en tilstand av urenhet, mangel eller feil. Det betyr at handlinger og/eller tanker som virker å være moralsk uriktige eller urene er synder.

Konklusjon

I tillegg til balansemekanismene som jeg kort har beskrevet, finnes det utallige andre systemer for balansekontroll i menneskekroppen. Jeg har forsøkt å gi et pekepinn på hvor viktig balansebegrepet er for menneskelivet.

Det er ikke overraskende at dette konseptet har blitt åpenbart av Gud som skapte det. Påstanden i Den hellige Koranen er at universet er underlagt en rekke lover som samhandler harmonisk og med perfekt balanse. Det er uttalt at hvis likevekten ikke ble opprettholdt, ville universet falle inn i absolutt ødeleggelse. Det står i Koranen:

"Om det hadde vært andre guder enn Allah i dem [altså himlene og jorden], så ville begge visselig ha gått til grunne..." (21:23).

Denne uttalelsen støttes av den tilsynelatende konsensus av lover som er i bruk i universet. Disse fører til at ethvert åpensinnet og frittenkende individ må konkludere med at det er En Skaper og Opprettholder av universet vi lever i.

Innsikten og visdommen til Den hellige Koranen er virkelig utrolig. Kunnskapen som finnes i dens lære er en enorm og ubegrenset kilde til informasjon. Kroppens balanseringsmekanismer tåler en viss mengde angrep og demper effekten av overbærenhet til en viss grad. Etter kontinuerlige angrep på kroppens ulike systemer, gir imidlertid beskyttelsesmekanismene etter og lar de ulike sykdomsmekanismene få sin vilje.

Derfor tyder bevisene på at den beste måten å leve på er den velbalanserte og mellomveien. Dette opprettholdes av religiøse doktriner så vel som vitenskapelig forskning. Det ser ut til at vitenskapelige oppdagelser først nylig har innhentet det som ble avslørt i Den hellige Koranen for over 1400 år siden. Den mest logiske og fornuftige tankegangen vil helt sikkert føre til at en følger og lærer av Allahs åpenbaring som skapte oss og satte i stand alle naturlovene som vi er underlagt.

Bibliografi

1. https://www.alislam.org/articles/reflections-on-holy-quran-science/
2. https://nhi.no/kroppen-var/funksjoner/cellen-energiomsetningen/
3. https://nhi.no/kroppen-var/organer/sirkulasjonen/
4. https://sml.snl.no/blodsukker
5. https://sml.snl.no/temperaturregulering

opp glukose og ved å stimulere oppbygging av glykogen i leveren. Ved et utilstrekkelig blodsukkernivå vil hjernen sette i gang følelsen av sult slik at personen kan skaffe seg mat. Bukspyttkjertelen frigjør et hormon kalt glukagon som gjør at lagrene av glykogen omdannes til fri glukose i blodet. Disse to mekanismene, blant andre, gir cellene den nødvendige glukosen.

Blodsukkernivået reguleres innenfor et ganske stramt område for å bevare balansen. Hvis dette forstyrres, kan effektene være farlige og problematiske for den enkelte. For eksempel, hvis ikke nok glukose når hjernen, kan ikke cellene overleve.

På kort sikt føler personen seg svimmel og har en sultfølelse. Hvis denne mangelen på glukose fortsetter over lengre tid, benyttes alternative energikilder. Hvis det er utilstrekkelig, fører det til tap av hjerneceller og til slutt til død.

Alternativt, hvis det er for mye glukose i blodet, fører dette til andre problemer. Den medisinske tilstanden definert av økt blodsukker er Diabetes Mellitus og kan være relatert til hjerte- og blodåresykdom, synstap, tap av følelse og nyresvikt, hvis ukontrollert. Det har vist seg å være et problem med at insulin enten ikke frigjøres eller ikke har ønsket effekt.

Temperaturkontroll og balanse

I menneskekroppen er det et system for å regulere og kontrollere temperaturen. Hos mennesker er den optimale temperaturen omtrent 37,5°C. Dette betyr at selv om den ytre temperaturen kan variere mye fra sted til sted og fra tid til annen, har kroppen mekanismer for å kompensere for variasjonene.

Hvis hypothalamus oppdager at kroppstemperaturen er for høy, aktiveres kjøleprosesser. Disse inkluderer avledning av blod nærmere kroppsoverflaten som gjør at overskudd av varme går tapt til miljøet. I tillegg aktiveres svettekjertler som produserer svette som fordamper og avkjøler huden.

Hvis hypothalamus oppdager at kroppstemperaturen er for lav, settes systemene for varmekonservering i gang. Disse inkluderer å lede blod bort fra overflaten for å forhindre ytterligere varmetap, forbrenning av matlagre, mekanismene for skjelving og tenner som skravler for å generere varme ved bevegelse og samtidig produksjon av varmegenererende hormoner. Det er mange problemer forbundet med begge ekstreme kroppstemperaturer. Hvis den er for høy, fører den til en tilstand av dehydrering, varmeutmattelse, heteslag og så videre. Omvendt, hvis kroppstemperaturen er for lav, er den resulterende hypotermien assosiert med celledød og hjerteproblemer.

Et annet viktig arabisk ord som jeg må nevne i denne sammenhengen er *Adl,* som betyr (absolutt) rettferdighet. Det brukes av Allah når han henvender seg til menneskeheten i Den hellige Koranen:

"Å menneske, hva har bedratt deg angående din Ærede Herre, som skapte deg og deretter fullkommengjorde deg, og ga deg den rette formen? I den skikkelse som behaget Ham, formet Han deg." (82:7-9)

Dette verset inviterer menneskeheten til å ta en titt på seg selv, for å se på symmetrien og proporsjonaliteten til menneskekroppen.

Menneskekroppen

Temaet jeg ønsker å trekke oppmerksomheten din til er balansesystemene som eksisterer i menneskekroppen. Vitenskapen om menneskekroppen er et komplisert emne med alle dets sammenvevde systemer. Den enestående funksjonen som jeg ønsker å avklare er at balanse er en sentral del av stort sett alle systemene.

Generelt har ulike deler i kroppen forskjellige verdier som opprettholdes på et optimalt nivå for å opprettholde og bevare liv. Hvis disse verdiene faller utenfor "normale" nivåer, har kroppen ulike iboende mekanismer for å normalisere disse verdiene. Hvis den ikke klarer å holde verdien innenfor ønsket område, kan det føre til sykdom. Hvis det er en ytterligere endring bort fra normalområdet, etter at alle forsøk er gjort på å normalisere og kompensere for de unormale verdiene, kan kroppen lide tap av et organ eller i ekstreme tilfeller død.

Nødvendigheten av å opprettholde stabilitet i struktur og funksjon er avgjørende for hvert dyr. Denne stabiliteten eller likevekten er truet av interne og eksterne angrep. Eksternt kan angrep komme i form av ekstreme temperaturer, og internt kan angrep ta form av produksjon av skadelige avfallsprodukter. Celler krever et konstant miljø for å operere på et optimalt nivå. Dette miljøet inkluderer temperatur, kjemisk sammensetning, surhet og så videre.

Likevekt av glukosemetabolisme

Den vanligste energikilden hos mennesker er karbohydratet glukose. Det er det eneste brennstoffet til hjernecellene og derfor en viktig del av kostholdet vårt. Hvis cellene trenger å produsere energi, trenger de en jevn tilførsel av glukose, så det er mekanismer i kroppen for å mobilisere lagrene av glukose. Glukose blir tatt opp gjennom tarmen inn i blodet og lagres hovedsakelig i lever og muskler. Herfra fraktes det med blodet over i vevet ved hjelp av hormonet insulin. Høyt nivå av glukose i blodet stimulerer bukspyttkjertelen til å skille ut insulin. Insulin senker glukosenivå i blodet ved å stimulere vevscellene til å ta

Den hellige Koranen og vitenskap

Salmana Batul Ahmad

I Den hellige Koranen er det mange tilfeller hvor Allah gir mennesket innsikt i visdommen til skapelsen og til å forstå universet med dets variasjon og mangfold der det er mulig for liv å eksistere. Menneskets historie har etterlatt seg visse spor som leder den nysgjerrige videre til å finne en mening med livet.

I Den hellige Koranen står det:

"Si: Hvem forsørger dere fra himmelen og jorden? Eller hvem har makt over hørsel og syn? Og hvem frembringer det levende av det døde og frembringer det døde av det levende? Og hvem styrer (universets) system? Da vil de svare: Allah! Si da (til dem): Vil dere da ikke søke beskyttelse (hos Ham)?" (10:32).

Dette verset oppfordrer dem som leter etter sannheten til å henvende seg til Allah for å få en forklaring på universets natur og naturen til Allahs skapninger.

For å få en bedre forståelse av dette, kan vi ikke unnlate å diskutere balanse, et viktig trekk som er grunnleggende for vår funksjon som mennesker. Balanse, eller likevekt, er et konstant trekk ved nesten alle ting i universet.

Innenfor naturvitenskapen kalles balansebegrepet homeostase. Den betegner indre likevekt eller en organismes tendens til å opprettholde en konstant, til tross for at de ytre påkjenninger er varierende. Jeg vil først presentere konseptet slik det er beskrevet av Den hellige Koranen og deretter trekke noen få eksempler som ble oppdaget gjennom fremskritt i vitenskapelig forskning, med særlig referanse til menneskekroppen.

Det nevnes i Koranen:

"Og himmelen har Han opphøyet, og anbrakt (lovmessighetens) vekt, så at dere ikke skal overskride hva (rettferdighetens) vekt angår. Så vei alle ting i overensstemmelse med rettferdigheten, og forminsk ikke mål." (55:8-10).

Det arabiske ordet *Meeza* kan oversettes som balanse, mål, rettferdighet, middelvei og inkluderer begrepene dømmekraft, likevekt og begrunnet argumentasjon. Ordet stammer fra ordet *Wazn*, som bokstavelig talt betyr vekt. Et annet ord som stammer fra samme rot er *Mauzoon* som betyr laget perfekt balansert eller proporsjonert.

Koranversene stemmer overens med vitenskapens funn om at universet er avhengig av en rekke lover som er avhengige av balanse og likevekt.

Quiz fredagspreken; juli 2022

1.juli 2022
Hvilken Sahaba (ra) drepte polyteistiske lederen Hatim?
Hazrat Allama bin Hazarmi (ra)
Hvilken Sahabi spilte den viktigste rollen i å slukke brannen av frafall i Bahrain?
Hazrat Masna bin Harsa Shabani (ra)
Hvilken Sabahi (ra) fikk det verdifulle chogha til Hatim?
Hazat Smamah bin usaal (ra)

8. juli 2022
Til hvem ga Hazrat Abu Bakr (ra) ansvaret for flagget i den 11. kampanjen?
Hazrat Mahajar (ra)
Når og Hvor begynte frafall først?
Etter den hellige profetens (sa) død i Arabia
Hvem beordret den iranske kongen til å bringe (måtte Gud forby) hodet til den hellige profeten (sa) etter at han fikk invitasjonen til islam?
Amil Yemen Bazaan

15. juli 2022
Når overvant Hazrat Abu Bakr (ra) opprør og fristelser med sine evner og ved Guds hjelp og støtte?
På mindre enn ett år
Da Hazrat Ikramah(ra) mottok Hazrat Abu Bakrs (ra) brev, forlot han Mahra og ventet på Hazrat Mahajir(ra) på hvilket sted?
Abin (en by i Jemen)
På hvilke vilkår ba Ashaat om fred for seg selv og sine 9 personer?
Ved å åpne porten til fortet for muslimer

22. juli 2022
Til hvem ga Hazrat Abu Bakr (ra) hatten til Harmaz?
Hazrat Khalid bin Waleed (ra)
Hva var hovedårsaken til muslimenes seier mot iranerne?
Hazrat Abu Bakrs (ra) bedre politikk overfor bønnende i Iraq
Angående hvem sa Hazrat Abu Bakr(ra) at "Nå vil ingen kvinne kunne føde noen som ham"?
Hazrat Khalid bin Waleed (ra)

29. juli 2022
Når ble krigen Hera utkjempet?
Tidlig rabi-ul-awal 12 A.H.
Hazrat Khalid(ra) inngikk en avtale med høvdingene i Hera. Hvor mange dirham per år var det snakk om?
Ett hundre og nitti tusen dirham per år
Noen få fra fiendens øyner ble ødelagt i krigen
Tusen øyer til fiendtlig hær ble ødelagt i krigen

RESULTATER JULI QUIZ 2022
20/66 hadde alle svar riktig
Nittedal: 3
Nordre Follo: 2
Kristiansand: 2
Ullensaker: 1
Baitun Nassr: 1

Quiz fredagspreken; juni 2022

03. Juni 2022
Hva het stedbroren til Hazrath Omar som ble martyrdøden i slaget ved Yamama?
Hazrath Zaid bin Khattab (ra)
Hva het hagen der hyklerne løp bort og gjemte seg?
Hadiqat ul Rehman
Hvilken Suhabi ble kastet ut i hagen for å åpne døren fra innsiden?
Baraa bin Malik (ra)

10. Juni 2022
Hva var grunnen til at Hazrat Umm Amara deltok i slaget ved Yamama?
Martyrdøden til sønn hennes i hendene på Musalma Kazab
Hvem drepte Musalma Kazaab?
Hazrath Abdullah (ra)
Hva var grunnen til at Koranen ble kompilert?
På grunn av martyrdøden til mange Hafiz Koranen i slaget ved Yamama

17. Juni 2022
Hvem sendte Hazrat Abu Bakr Siddiq (ra) med Hazrat ikrama bin abu jahal til Jemen og Hadhramaut?
Hazrat Muhajir bin Umayyah (ra)
Den andre og tredje kampanjen mot de frafalne som tok til våpen, som var mot de frafalne i Oman, ble utført av to følgesvenner.
Hadrath Huzaifah (ra) og Hazrath Arfajah (ra)
Hvem gjorde krav på profetskap i Oman?
Laqit bin Malik Azdi

24.Juni 2022
Hvilken Suhabi hadde Hazrat Abu Bakr Siddiq (ra) betrodd den syvende ekspedisjonen til?
Hazrath Khalid bin Saeed (ra)
Den åttende ekspedisjonen som ble overlatt til Hazrat Tarifa bin Hajazi var mot hvilken to stammer?
Banu Sulaim og Banu Hawazin
Hvem var muslimenes Amir e Lashkar i kampanjen mot de frafalne på Hazrat Abu Bakr Siddiqs tid?
Hazrat Ali bin Hazrami

RESULTATER JUNI QUIZ 2022
8/23 hadde alle svar riktig
Nasr: 1
Follo: 3
Nittedal:2
Ukllensaker:1
Kristiansand: 1

utdypet dette punktet sa han at ingen kan komme med slike påstander på egen hånd. Hadrat Musleh Maud (ra) sa også at Ludhiana har forskjellige tilknytninger til menigheten, og at det blant annet var her Den utlovede Messias (as) tok imot den første troskapsed. Hudoor (må Allah være hans hjelper) nevnte også andre hendelser.

Hudoor (må Allah være hans hjelper) nevnte også Hadrat Musleh Maud (ra) sin beskrivelse av kjærlighet og hengivenhet for Den utlovede Messias (as) som var demonstrert av hans følgesvenner, slik som Hadrat Mian Abdullah Sanori Sahib, Hadrat Munshi Zafar Ahmad Sahib Kapoorthalvi, og Hadrat Hakim Maulvi Nooruddin Sahib av Bhera. Hadrat Musleh Maud (ra) sa: «Eksempel på kjærlighet og hengivenhet vist av disse følgesvennene var på ingen måte ringere enn de eksempler som ble vist av mennesker i fortiden. Det er slike ofringer som skiller en menighet i Guds øyne, og slik status bør alle streve for å oppnå. Troen på et filosofisk nivå er til ingen nytte. Troen som er til nytte for mennesker er den som innebærer kjærlighet og hengivenhet. En filosof kan hevde sin kjærlighet på tusen måter, men det har ikke noe mer verdi enn kun retorikk, fordi han ikke ser sannheten med kjærlighetens øyne, men kun med begrunnelser. Men den som ser Gud med kjærlighetens øyne kan ikke bli bedratt, fordi filosofien kommer fra hjernen, mens kjærlighet kommer fra hjertet».
Må Allah gjøre oss i stand til å anerkjenne tidens imam gjennom kjærlighetens øyne og forbli standhaftig i vår tro.

Helt til slutt informerte Hudoor (må Allah være hans hjelper) trossamfunnet om den triste bortgangen til Maulvi Khurshid Sahib Parbhakar, en dervesh av Qadian som var sønn av Chaudhary Nawab Din Sahib. Hudoor (må Allah være hans hjelper) ledet hans begravelsesbønn etter fredagsbønnen.

uttale som en *qari*, men å resitere Den hellige Koranen.

Hudoor (må Allah være hans hjelper) siterte noen hendelser som tydelig viste kjærlighet og hengivenhet som Den utlovede Messias (fred være med ham) hadde for sine følgesvenner, i lys av sitater fra Hadrat Musleh Maud (ra).
Under følger noen sitater fra Hadrat Musleh Maud (ra) som kan belyse Den utlovede Messias (fred være med ham) sin kjærlighet og hengivenhet overfor sine følgesvenner
Mens han oppmuntret menigheten til å reformere seg for å styrke egen tro og for å etablere et forhold til Allah, sa Hadrat Musleh Maud (ra): «Hvis du innprenter fromhet og gudfryktighet, hvis du erverver bønn som en vane og husker Allah og ber tahajjud, vil du garantert bli velsignet med sanne drømmer og visjoner, og Gud vil velsigne deg med Hans ord og samtale. Et levende mirakel er det som blir åpenbart i ens egen person. Så hvis du ønsker å være vitne til mirakler, så må du etablere et ekte forhold til Allah».

I denne sammenheng siterte Hudoor (må Allah være hans hjelper) eksempler av martyr Hadrat Sahibzada Abdul Latif, og sa at hvis ens tro er sterk, så har en ingenting å frykte fra de verdslige mennesker.

Apropos den hengivenhet folk hadde for Den utlovede Messias (as) før han hevdet at han var den sanne Messias, og hvordan det forandret seg etterhvert sa Hadrat Musleh Maud (ra): «I lys av populariteten til Barahin-e-Ahmadiyya, kan det trygt sies at flere hundre tusen mennesker respekterte Den utlovede Messias (as)». Hudoor (må Allah være hans hjelper) siterte noen hendelser for å markere dette faktum.

Hadrat Musleh Maud (ra) sa: «Som i andre profetier om Den utlovede Messias (as), inneholder profetien om Musleh Maud også mange tegn». Etter å ha

Fredagspreken

Lær bort Koranen på en slik måte som inspirerer til kjærlighet til Den hellige Koranen.

Troen som er til nytte for menneske er den som består av ekte kjærlighet og hengivenhet.

Et levende mirakel er det som blir åpenbart i ens egen tilværelse, men for dette er det viktig å etablere et godt forhold til Allah.

Den 31. juli 2015 holdt Hadrat Khalīfatul-Masīh V (må Allah være hans hjelper) fredagsprekenen fra Baitul Futuh moskeen i London.

Hudoor (må Allah være hans hjelper) sa at Den hellige Koranen bør læres på en måte som gir inspirasjon til kjærlighet. Målet er å elske Den hellige Koranen og lese den fra hjertet og ikke lese den overfladisk. Gud har befalt oss å lese Den hellige Koranen sakte og så nøyaktig som mulig. Det er ikke mulig for alle å ha samme uttale som araberne. Mennesker i alle land har forskjellig uttale, og det er faktisk noen ord som ikke kan bli nøyaktig uttalt av noen andre enn arabere eller en som har blitt oppdratt blant arabere. Men ingen qari eller araber kan måle seg selv med Hadrat Bilal (ra) som selv uttalte Ash-hadu som As-hadu, men ble sett på med kjærlighet av Den hellige Profeten (sa). Målet er ikke å

Fortjenesten for å ha definert den virkelige forskjell mellom naturlige tilbøyeligheter og moralske kvaliteter, tilfaller ene og alene Den hellige Koranen. Men Koranen lærer oss ikke bare høy moral; den åpner også dørene til hellig kunnskap om Gud og leder således til åndelig fullkommenhet. På en enestående måte bringer den oss retningslinjene for menneskets trefoldige reformasjon, slik vi allerede har beskrevet det. Den inneholder all den veiledning som er nødvendig for menneskets religiøse fostring og hevder i så henseende sin fullkommenhet i tydelige ordelag:

«I dag har Jeg fullkommengjort deres religion for dere og fullendt min nåde over dere, og Jeg har valgt islam til deres religion.» (5:4)

Dette viser oss at all religion når sin fullkommenhet i islam. Når altså et menneske når det stadium som angis ved ordet islam – at det fullstendig overgir seg til Guds vilje – søker det frelse kun gjennom å ofre seg selv helt, det vil si å ofre sine ønsker og interesser. Dette er ikke et teoretisk offer, men det vises i vedkommendes adferd og gjerninger. På dette stadium kulminerer alle fullkommenheter. Slik har Den hellige Koranen bragt oss den sanne erkjennelse av Gud, den Gud ingen filosof kunne makte å vise oss. Den hellige Koranen lærer oss to metoder for å nå frem til denne erkjennelse. Den første metoden styrker og opplyser vår fornuft, slik at vi ved den kan oppfatte Guds eksistens, og den sikrer oss slik mot å gå vill.

(Islamske grunntanker, s.59-60)

Utsagn av Den utlovede Messias, Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as]

ÅPENBARINGEN AV DEN HELLIGE KORAN

At Arabia skulle være det sted der det guddommelige lys til slutt skulle stråle frem i all sin glans, var forutbestemt av guddommelig visdom. Araberne er etterkommere av Ismael, som Gud i Sin visdom hadde skilt ut fra Israel og anbragt i ørkenen Paran (Faran) som betyr to flyktninger. Abraham selv hadde skilt Ismael og hans etterkommere fra Israels stamme. Som det sies i den jødiske lov: Ismael skulle «ikke arve med» Isak. Slik ble ismaelittene helt adskilt fra sitt eget folk, og de hadde heller ikke noen forbindelse med andre. I alle andre land var det spor etter gudsdyrkelse og diverse lærdommer og lover som bar bud om at en profet en gang hadde vært sendt til folket. Bare i Arabia syntes det å ikke ha blitt gitt slik veiledning, og folket her var i så henseende det mest tilbakestående av alle. Dette folkets tur kom sist av alle, men det profetdømmet som utgikk fra dem var fra evighet av bestemt til å være universelt. Deres profet kom for alle, slik at alle verdens nasjoner skulle velsignes ved ham og alle deres feiltagelser rettes opp. Den guddommelige lov som ble åpenbart gjennom ham er til fullkommen reformasjon for menneskene og beregnet for alle folkeslag. Den gir fullkommen veiledning for enhver person på alle trinn i den menneskelige reformasjon. Først læres den helt uvitende person de vanlige, mellommenneskelige regler for adferd og oppførsel, for så å føres videre til høye, moralske kvaliteter. Det vil aldri være behov for noen annen bok i tillegg til den hellige koranen.

Vers fra Den hellige Koranen

Sura 17, vers 79

بسم الله الرحمن الرحيم

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ

كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿79﴾

Oversettelse

79. Hold bønn (regelmessig) mellom solens begynnende deklinasjon og nattens mørke, og (resiter) Koranen ved daggry, sannelig, resitasjon av Koranen, ved daggry blir bevitnet (av englene)

Hadith

عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ : اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْئٌ مِّنَ الْقُرْ آنِ کَا لْبَیْتَ الْخَرِبَ ہ

Oversettelse

Ibn Abbas (ra) beretter at Den hellige Profet[sa] sa : «Tilfellet til en som ikke lærer noen deler av Koranen er lik et forfallent hus.»

(Tirmidhi: Koranens utmerkelser, Kapittel: Den som leser en bokstav)

ZAINAB

AMIR AMJ NORGE
Zahoor Ahmed CH

PRESIDENT LAJNA IMAÍLLAH NORGE
Balqees Akhtar

REDAKTØR URDU-DEL
Mansoora Naseer

REDAKTØR NORSK-DEL
Mehrin Shahid
Shaista Basit
Khafia Shahid (Nasirat)

GRAFISK DESIGN
Zoya Smamah Shahid
Fakiha Choudry
Sofia Khalil
Khafia Shahid (Nasirat)
Farida Zahoor (Nasirat)

Adresse: Baitun Nasr Moské

Søren Bulls vei 1

1051 Oslo

Kontakt@ahmadiyya.no

INNHOLDSFORTEGNELSE

Vers fra Den hellige Koranen 4

Utsagn av Den utlovede Messias, Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as] 5

Fredagspreken 7

Quiz fredagspreken; juni 2022 10

Quiz fredagspreken; juli 2022 11

Den hellige Koranen og vitenskap 12

Den hellige Koranen- veien til frelse 16

Den utlovede Messias (as) og Ahmadiyya kalifatet i Koranens tjeneste 19

Koranen og andre hellige skrifter 21

Straffesystemet i Shariah og logikken bak 22

Åpenbaringer fra den hellige Koranen - Det 21.århundre 25

Referanser 25

Helse Avdeling 26

Waqfat-e-nau avdeling Hadrat Umme Kalsoom (ra 29

Waqfat-e-nau klasse 31

Å følge Koranens formaninger 31

Viktigheten av purdah 31

Nasirat hjørne .... Feil! Bokmerke er ikke definert.

بسم الله الرحمٰن الرحيم

LS-3469

19.11.2022

Ærede president, Lajna Ima'illah Norge

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

Deres rapport for september 2022 samt utgave av magasinet Zainab for januar til mars 2022 er mottatt. Jazakumullah-ta'ala.

Ifølge rapporten er det utført arbeid etter evne i alle avdelinger og den 32. Shura-samling har vært vel gjennomført. Måtte Allah gi alle Shura-representanter evner til å oppfylle sine plikter i løpet av året. Amen.

I utgaven av Zainab er det inkludert nyttige artikler om wasiyyat-systemet, almisse(zakat) og ulike

problemstillinger knyttet til bønn, religion og menneskets helse. Måtte Allah øke publikasjon-

avdelingens kunnskap og tro, akseptere deres samlede innsats og være deres støtte og hjelper til

enhver tid. Amen.

Viderebring min kjærlighetsfylte hilsen til alle Lajna og Nasirat.

Wassalam,

Mirza Masroor Ahmad

Khalifatul Masih V

ZAINAB

Lajna Ima'illah Norge

April til september 2022

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

Dette er den (fullkomne) bok, dette er det ingen tvil om,
en rettledning for de rettferdige (2:3)

Den hellige Koranen og vitenskap

Den hellige Koranen – veien til frelse

Straffesystemet i Shariah og logikken bak